Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ نور السمٰوٰت والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا

مصباح ربوہ

احمدی مستورات کا مذہبی
وعلمی رسالہ

بابت ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۳۶۹ھ مطابق ماہ اپریل سنہ ۱۹۵۰ء

ماہ شہادت سنہ ۱۳۲۹ ہش

زیر انتظام
لجنہ اماء اللہ مرکزیہ
ربوہ

۲۲ چندہ سالانہ -/۵ روپے نمبر ۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمارا عہد

میں خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر اس بات کا اقرار کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ نے قادیان کو احمدیہ جماعت کا مرکز مقرر فرمایا ہے۔ میں اس کے اس حکم کو پورا کرنے کے لئے ہر قسم کی کوشش اور جدوجہد کرتا رہونگا۔ اور اس مقصد کو کبھی بھی اپنی نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دونگا۔ اور میں اپنے نفس اور اپنے بیوی بچوں۔ اور اگر خدا کی مشیت یہی ہو۔ تو اولاد کی اولاد کو ہمیشہ اس بات کے لئے تیار کرتا رہونگا۔ کہ وہ قادیان کے حصول کے لئے ہر چھوٹی اور اور بڑی قربانی کرنے کے لئے تیار رہیں۔

اے خدا مجھے اس عہد پر قائم رہنے اور اس کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔

"اللّٰھُمَّ اٰمِین"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ

احمدی مستورات کا مذہبی اور علمی رسالہ

مصباح ربوہ

مدیرہ امۃ اللہ خورشید

[illegible] ربوہ

جلد ۲۲ | ماہ جمادی الثانی ۱۳۶۹ھ - اپریل سنہ ۱۹۵۰ء - ماہ شہادت سنہ ۱۳۲۹ ہش | نمبر ۵

فہرست مضامین

نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ	ترتیب دینے والے
۱	شذرات	۲	مدیرہ
۲	معروضات	۴	مدیرہ
۳	تحفظ حقوق نسواں	۵	رقم زدہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب
۴	خدا تعالیٰ سے خطاب	۷	حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہٖ کا تازہ کلام
۵	عربی صحافت کی تاریخ	۸	حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ جنرل سیکرٹری ایم۔ اے
۶	احادیث نبویؐ	۱۱	مدیرہ
۷	ولا تعدن عینیک	۱۲	از حضرت سیدہ بشریٰ بیگم صاحبہ حرم رابع حضرت امیر المومنین
۸	مقدس جذبہ (یعنی جدوجہد)	۱۶	انوری بیگم
۹	حضرت ام المومنین اور تربیت اولاد	۱۷	عابدہ خانم ربوہ
۱۰	بعثت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	۱۹	محترمہ ناظرہ خاتون صاحبہ
۱۱	ہماری ذمہ داریاں	۲۲	امۃ المنان قمر
۱۲	اسلامی پردہ	۲۷	مدیرہ
۱۳	ہنسی کی باتیں	۳۱	ایس۔ بی۔ مخدومہ
۱۴	نعت النبی صلے اللہ علیہ وسلم	۳۲	امۃ اللہ خورشید
۱۵	خانہ داری	۳۳	ایس۔ بی۔ مخدومہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

مدیرہ

۱۔ اپریل ۱۹۴۷ء سے رسالہ مصباح کا انتظام کلیتہً لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے اپنے ذمہ لے لیا تھا۔ اور یہ اپنے اس نئے دور میں نہایت آب و تاب سے جاری تھا۔ ماہ جولائی ۱۹۴۷ء کا پرچہ چھپ چکا تھا۔ کہ ملک ہند پر فتنہ و فساد کی خوفناک گھٹائیں چھا گئیں۔ پاکستان کا وجود مشرقی پنجاب کے کم ظرف لوگوں کے لئے اس قدر جانکاہ صدمہ ثابت ہوا۔ کہ عقل جس سے اللہ تعالےٰ نے درندوں اور انسانوں میں تمیز پیدا کی ہے۔ ہاتھ سے کھو بیٹھے۔ اور اس قدر انسانیت سوز مظالم ڈھائے کہ ان کے تصور سے جسم لرزاں اور روح ترساں ہے۔ درندگی اور وحشت اپنے کمال کو جا پہنچی۔ نہتے اور بے بس مسلمانوں نے بھاگ بھاگ کر پاکستان میں پناہ لی۔ الٰہی نوشتوں کے مطابق ہمارے پیارے عزیز از جان بستی قادیاں سے ہجرت مقدر تھی۔ ہجرت کے بعد لاہور قیام ہوا۔ یہاں آکر بتقاضائے حالات اس کے دوبارہ اجراء میں کچھ دیر ہو گئی۔ ادھر ہمارا لاہور قیام عارضی تھا۔ ربوہ ہمارا نیا مرکز زیر تعمیر تھا۔ اسی لئے یہی صلاح ٹھہری کہ مصباح کی اشاعت کا انتظام اپنے مستقل مرکز میں جا کر ہی کیا جائے۔ تا کہ پوری پوری دلچسپی سے اس کی اشاعت کی طرف توجہ دی جا سکے۔ یہاں آکر اس کی منظوری کے لئے درخواست دی گئی سو الحمد للہ کہ رسالہ باقاعدہ رجسٹرڈ ہو کر ایک دفعہ پھر اپنی پہلی شان سے آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ہم اپنے قادر خدا کا بہت بہت شکر ادا کرتے ہیں۔ کہ جس نے ہمیں نہایت ہی نامساعد حالات میں اس کے پھر سے شائع کرنے کی توفیق بخشی۔

ربوہ ہمارا نیا مرکز

اللہ تعالےٰ کے نوشتوں کے مطابق ۱۹۴۷ء کے فسادات کے نتیجے میں جماعت احمدیہ کے مرکز قادیان سے بیشتر حصۂ احمدی آبادی کا نکال دیا گیا۔ احمدی شہروں میں منتشر اور پراگندہ ہو گئے۔ لیکن ہمارے امام سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی بلند ہمتی اور اولوالعزمی نے لامرکزیت کو گوارا نہ فرمایا۔ یوں اللہ تعالےٰ کی طرف سے رویاء صادقہ و کشوف میں ایک نئے مرکز کا اشارہ موجود تھا۔ شدید پریشانی کے ان ایام میں ہمارا اولوالعزم امام نے جماعت کے لئے ایک نیا مرکز تجویز فرمایا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ چنیوٹ شہر سے چھ میل کے فاصلے پر دریائے چناب کے مغربی کنارے واقع ہے۔ یہ ویران اور صدہا برس سے بے آباد اور بنجر قطعہ زمین اس امر کے لئے منتخب کیا گیا۔ کہ اسلام کے سچے فدائی کہ جن کی زندگی کا ایک ہی مقصد ہے۔ اور اسلام کی اشاعت کے لئے دیوانے ہیں۔ وہ اس جگہ اکٹھے ہو کر دین اسلام کے پھیلانے کے لئے مرد اور عورتیں تعلیم و تربیت حاصل کریں۔

یہ جگہ جو بظاہر اینٹ اور گارے کے متعدد مکانوں پر مشتمل ہے۔ اپنے اندر اس اسلامی روح کو رکھتی ہے۔ جس کے نتیجے میں اکناف عالم میں اسلام کی اشاعت ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس جگہ سے متعدد مبلغین اسلام دنیا کے مختلف ممالک میں روانہ ہو رہے ہیں۔ اور متعدد مبلغین کرام خدمت اسلام بجا لا کر کامیابی سے اپنے مرکز میں واپس آ رہے ہیں۔ جو کہ احمدیت کی صداقت کی ایک زبردست دلیل ہے

اب فدایان اسلام اپنے نئے مرکز ربوہ سے دیوانہ وار پیغام حق پہنچانے کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ کیونکہ احمدیت کی ترقی الہی نوشتوں میں مقدر ہو چکی ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت اسے روک نہیں سکتی آسمانی فیصلہ صادر ہو چکا ہے۔ اہل زمانہ خدائی فیصلوں پر فوقیت نہیں لے جا سکتے۔ پرچم احمدیت اکناف عالم میں لہرائے گا۔ اور خدا کی تائید و نصرت اس کے لہرانے میں ساتھ دے گی۔

احمدی خواتین کی ذمہ داری

اسلام نے عورت کو جو حقوق عطا فرمائے ہیں۔ ان کے نتیجہ میں مسلمان عورتوں پر بہت بھاری ذمہ داری رکھی گئی ہے۔ عورت انسانی زندگی کو مفید تر بنانے کا بہترین ذریعہ ہے۔ قوموں کے ہونہار بچے ماؤں کی گود میں پرورش پاتے ہیں۔ جو مائیں صحیح رنگ میں اپنے بچوں کی تربیت کرتی ہیں۔ وہ قوم کی سچی اور بہترین خادم ہیں۔ جو مائیں اپنے بچوں کو اسلام کے خادم بناتی ہیں۔ وہ قیامت کے دن اسلام کے خدمت گذاروں کی صف اول میں ہوں گی۔ احمدی خاتون اولین زمانہ اسلام کی خاتون کی وارث ہے اسے اسی رنگ میں اسلام کے نونہالان کو تیار کرنا چاہیئے کہ جس طرح صحابیات اپنے زمانہ میں اپنے بچوں کو تیار کرتی تھیں۔ ماں کی تربیت کے نقوش بچے کی طبیعت پر ہمیشہ قائم رہتے ہیں۔ مائیں بچوں کو سنوار بھی سکتی ہیں۔ اور بگاڑ بھی سکتی ہیں۔ احمدی بہنوں کا فرض ہے۔ کہ اپنے بچوں کی تربیت کے متعلق اپنی ذمہ داری کی طرف توجہ رکھیں۔ تربیت کے ابتدائی امور میں نمازوں کا پڑھنا بھی شامل ہے سچ بولنے کی عادت ڈالنا بھی داخل ہے۔ اور جرأت و حوصلہ کے ساتھ خدمت دین بجالانا بھی داخل ہے۔ اگر مائیں ان امور کی ابتدا سے ہی نگہداشت رکھیں۔ تو بچے بڑے ہو کر اسلام اور سلسلہ کے لئے مفید وجود بن سکتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

معروضات

۱۔ مصباح کی بہنیں مضمون صاف اور خوشخط لکھا کریں۔

۲۔ مضمون تحقیقی ہوں۔ سوانحجات کا اندراج ضروری ہے۔

۳۔ مذہبی، علمی، معاشرتی اور اخلاقی مضامین کے علاوہ سلائی، خانہ داری، حفظانِ صحت کے اصولوں، نظموں اور دلچسپ مکالموں کی بھی ضرورت ہے۔

۴۔ علیٰ حسب سابق ایک ورق ناصرات الاحمدیہ کے لئے مخصوص ہوا کریگا۔ جس میں پندرہ سال سے چھوٹی عمر کی لڑکیوں کے مضامین شائع ہوا کرینگے۔ احمدی بچیوں کو چاہیئے۔ کہ وہ ہمیں نصیحت آموز کہانیاں، لطیفے اور دلچسپ مکالمے بھیجا کریں۔ ہم انہیں حسب گنجائش شائع کرتے رہیں گے انشاء اللہ

۵۔ رسالہ مصباح آپ کا قومی آرگن اور واحد ترجمان ہے۔ اس کی ترقی آپ کی بہت زیادہ توجہ کی محتاج ہے۔ اگر آپ یہ عزم رکھیں کہ جہاں خود اس کی خریدار بنیں گی۔ وہاں ایک ایک اور مزید خریدار پیدا کریں گے تو رسالہ کی اشاعت میں معتد بہ اضافہ ہوسکتا ہے۔

۶۔ علیٰ حسب سابق احادیث نبویہ مستقل شائع کی جائیں گی۔ انشاء اللہ۔ تاکہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات طیبات سے مستفید ہوتے رہیں۔ اسی طرح ایک صفحہ سوال وجواب کے لئے مختص ہوگا۔ جو بہنیں کسی قسم کے سوالات کرنا چاہتی ہیں وہ روانہ فرمادیں۔ ہم وہ سوال معہ جواب کے افادۂ عام کی غرض سے رسالہ "مصباح" میں شائع کر دیا کریں گے۔ انشاء اللہ۔

اعلان

کاغذ و طباعت کی گرانی کی وجہ سے رسالہ مصباح کا سالانہ چندہ -/5 روپے مقرر کیا گیا ہے
تمام بہنوں کا فرض ہے کہ اس کے زیادہ سے زیادہ خریدار پیدا کریں۔ اور کام کو بہتر چلانے کیلئے چندہ پیشگی بنام مینجر رسالہ مصباح دفتر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ روانہ فرمادیں۔

منیجر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تحفظ حقوقِ نسواں

(رقم زدہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب)

جب کہ ہم یورپ اور امریکہ میں تبلیغ اسلام کرتے ہیں۔ تو دینِ اسلام کی اُن خوبیوں کے بیان میں جو دوسرے مذاہب میں نہیں پائی جاتیں۔ عورتوں کے حقوق کے تحفظ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اسلام نے جو عورتوں کے حقوق وراثت اور حق مہر اور ملکیتِ جائیداد وغیرہ میں قائم کر دیئے ہیں۔ دوسرے مذاہب میں اس کا نام ونشان نہیں۔ مغربی ممالک میں جب کبھی میں نے کسی نومسلم انگریز مرد اور عورت کے نکاح کا اعلان کیا۔ اور حق مہر کے متعلق انھیں سمجھایا۔ تو انہوں نے بہت تعجب کا اظہار کیا۔ کہ یہ حق بھی عورت کو حاصل ہے۔ اُن ممالک میں کوئی عورت اپنی جائیداد اپنے نام خرید نہیں سکتی۔ اور نہ اُس کو ورثہ میں کچھ ملتا ہے۔ عورتوں کے یہ حقوق پوری وضاحت کے ساتھ اسلام نے ہی قائم کئے ہیں۔ اور یہ مسئلہ بھی اسلام کی صداقت کے واسطے ایک بیّن دلیل ہے۔ دینِ اسلام انسان کی فطرت اور اس کی ضروریاتِ حقّہ کے مطابق سب کے جائز حقوق مستقل طور پر واضح کرتا ہے۔ موجودہ تہذیب نے اسلام کے ان مسائل کی حقانیت کو تسلیم کیا ہے اور مغربی ممالک اپنے قوانین میں اُن مسائل کا اضافہ کر رہی ہے۔ چنانچہ عیسائیوں کے مذہبی عقائد کے خلاف بعض ممالک نے طلاق اور عورتوں کے مالک جائیداد ہونے کے متعلق نئے قوانین بنائے اور جاری کئے ہیں۔ بلکہ بعض ملکوں میں یہ تحریک بھی ہو رہی ہے۔ کہ چونکہ جنگ میں ایک بڑا حصّہ مردوں کا مارا جا چکا ہے۔ اور بے شمار عورتیں بیوہ ہو گئی ہیں۔ جن کو خاوندوں کی ضرورت ہے۔ اس واسطے تعدد ازدواج کو قانوناً جائز اور رائج کیا جاوے

امریکہ میں ایک سوسائٹی تھی۔ جس کے ممبر مُردہ رُوحوں سے کلام کرنے کے قائل تھے۔ ان کو انگریزی میں سپری چوالسٹ کہتے ہیں۔ ایسی ایک سوسائٹی کی سیکرٹری ایک عورت تھی جو ہمارے لیکچروں اور جلسوں میں دلچسپی لیا کرتی تھی۔ ایک دن وہ اپنی کار لے کر ہماری مسجد کی طرف آئی۔ اور مجھے کہا۔ کہ آج میں فارغ ہوں۔ اور آپ کو شہر شکاگو کی سیر کرانے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے واسطے اپنی کار لائی ہوں۔ وہ مجھے اپنی کار میں بٹھا کر شہر کے مختلف حصّوں میں لے گئی۔ ایک جگہ سے گذرتے ہوئے اس نے کہا۔ کہ یہ محلہ دوسری بی بیوں کا ہے۔ میں نے کہا۔ دوسری بی بیوں سے آپ کا کیا مطلب ہے۔ میں سمجھ نہیں سکا۔ اس نے کہا۔ کہ اس شہر کے دولت مند لوگ جب محسوس کرتے ہیں۔ کہ ان کی پہلی بیوی بوڑھی ہو گئی۔ یا بیمار ہے۔ یا کسی اور سبب سے اُن کے لئے کافی نہیں۔ تو وہ خفیہ طور پر کسی نوجوان عورت سے تعلق پیدا کر کے اُسے اِس محلّے میں مکان کرایہ پر لے دیتے ہیں۔ اور یہ اُن کا دوسرا گھر ہوتا ہے۔ جس کی عوام کو خبر نہیں ہوتی۔ اور وہ وقتاً فوقتاً یہاں آتے رہتے ہیں۔ میں نے اُسے سمجھایا۔ کہ دینِ اسلام نے انسان کی ایسی ضرورت کو جائز طور پر پورا کر کے اُسے گناہ گاری سے بچا لیا ہے۔ اور یہ خوبی صرف اسلام میں ہے۔ دوسرے مذاہب میں نہیں۔

امتحان "مقامات النساء"

زیر انتظام لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

چونکہ اکثر بہنوں کو کتاب "مقامات النساء" دیر سے دستیاب ہوئی ہے۔ اس لئے امتحان کی تاریخ ۱۶- اپریل کی بجائے ۳۰- اپریل سنہ ۱۹۵۰ء بروز اتوار کر دی گئی ہے تاکہ بہنیں اچھی طرح تیاری کر سکیں۔

تمام لجنات اماء اللہ کو چاہیئے۔ کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں مستورات کو اس امتحان میں شامل کرنے کی کوشش کریں۔ ابھی تک بہت تھوڑی لجنات کی طرف سے امتحان کے لئے نام موصول ہوئے ہیں۔

خاکسار
سیکرٹری تعلیم لجنہ اماء اللہ
مرکزیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا تعالیٰ سے خطاب

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا تازہ ترین کلام

آ کہ تیری راہ میں ہم آنکھیں بچھائیں
آ آ کہ تجھے سینہ سے ہم اپنے لگائیں

تو آئے تو ہم تجھ کو سر آنکھوں پہ بٹھائیں
جاں نذر میں دیں تجھ کو تجھے دل میں بسائیں

آپ آ کے محمد کی عمارت کو بنائیں
ہم کفر کے آثار کو دنیا سے مٹائیں

ہیں مغرب و مشرق کے تو معشوق ہزاروں
بھاتی ہیں مگر آپ کی ہی مجھ کو ادائیں

رحمت کی طرف اپنی نگہ کیجیئے آقا
جانے بھی دیں کیا چیز ہیں یہ میری خطائیں

میں جانتا ہوں آپ کے اندازِ تلطف
مانوں گا نہ جب تک کہ مری مان نہ جائیں

ہے چیز تو چھوٹی سی مگر کام کی ہے چیز
دل کو بھی میرے اپنی اداؤں سے لبھائیں

دے ہم کو یہ توفیق کہ ہم جان لڑا کر
اسلام کے سر پر سے کریں دور بلائیں

ربوہ کو ترا مرکزِ توحید بنا کر
اک نعرۂ تکبیر فلک بوس لگائیں

پھر ناف میں دنیا کی ترا گاڑ دیں نیزہ
پھر پرچمِ اسلام کو عالم میں اڑائیں

جس شان سے آپ آئے تھے مکہ میں مری جاں
اک بار اُسی شان سے ربوہ میں بھی آئیں

ربوہ رہے کعبہ کی بڑائی کا دعاگو
کعبہ کو پہنچتی رہیں ربوہ کی دعائیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عربی صحافت کی تاریخ

(از حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ ایم۔اے جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

دنیا میں باضابطہ طور پر صحافت کی بنیاد رکھنے والے چینی سمجھے جاتے ہیں۔ جنہوں نے ۹۱۱ قبل مسیح میں ایک اخبار جاری کیا۔ یہ اخبار سرکاری احکام اور خبروں پر مشتمل شائع ہوا کرتا تھا۔ رومیوں نے جولیس سیزرز کے عہد میں میدان صحافت میں قدم رکھا۔ اس زمانہ میں ان کا ایک روزانہ اخبار جس کا نام ڈیورنا تھا۔ شائع ہوا کرتا تھا جس میں عموماً گورنمنٹ کی طرف سے ضروری احکام اور خبریں شائع کی جایا کرتی تھیں۔ یہ اخبار ۹۱ھ قبل مسیح میں جاری ہوا تھا۔

جہاں تک موجودہ صحافت کا تعلق ہے۔ اس کی بنیاد پندرھویں صدی کے نصف میں چھاپہ خانہ کی ایجاد کے بعد جرمنی میں پڑی۔ انگریزوں نے ۱۶۲۲ء میں میدان صحافت میں قدم رکھا۔ اور ان کے بعد فرانسیسیوں نے باقی تمام اقوام نے اس کے بعد

• عربی صحافت کی ابتدا سب سے پہلے مصر میں ہوئی۔ عربی صحافت کی تاریخ کو ہم چار دوروں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

(۱) محمد علی پاشا کے زمانہ میں عربی صحافت کی ابتدا۔

(۲) محمد علی پاشا اور اسمٰعیل پاشا کے زمانوں میں عربی صحافت کی ترقی۔

(۳) اسماعیل پاشا کے عہد حکومت سے لے کر انگریزی اقتدار تک کا زمانہ۔

(۴) انگریزی اقتدار کے بعد کا زمانہ

مصر میں عربی صحافت کی ابتدا فرانسیسیوں کے اثر کی وجہ سے ہوئی جن کا زمانہ ۱۷۹۸ء سے ۱۸۰۱ء عیسوی تک رہا۔ اس زمانہ میں دو فرانسیسی اخبار جاری ہوئے۔ لیکن دونوں اخبار فرانسیسیوں کے مصر چھوڑتے ہی بند ہو گئے۔

پہلا عربی اخبار جو محمد علی پاشا نے جاری کیا۔ الوقائع المصریۃ تھا۔ یہ اخبار ۱۸۲۸ء میں نکلنا شروع ہوا۔ پہلے صرف ترکی زبان میں شائع ہونا شروع ہوا۔ بعد میں ترکی اور عربی دونوں زبانوں میں۔ بعد ازاں صرف عربی میں۔ یہ اخبار ہفتہ میں تین بار شائع ہوا کرتا تھا۔ پہلی جنگ عظیم شروع ہونے تک یہ اخبار جاری رہا۔ دوسرا اخبار ۱۸۳۷ء میں فرانسیسی حکومت نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

المبشر نامی الجزائر سے جاری کیا۔ یہ اخبار فرانسیسی اور عربی دونوں زبانوں میں شائع ہوا کرتا تھا۔ یہ پندرہ روزہ اخبار تھا۔

عربی صحافت کے دوسرے دور کا زمانہ سنہ ۱۸۲۹ء سے سنہ ۱۸۶۳ء تک ہے۔ صحافت کے لحاظ سے یہ زمانہ جمود کا زمانہ تھا جس کی وجہ عنان حکومت کا محمد علی پاشا کے جانشینوں عباس اور سعید پاشا کے ہاتھوں میں آنا تھا۔ جنہوں نے عربی صحافت کی ترقی میں بالکل حصہ نہ لیا۔ مصریوں کی اس بے توجہگی نے شامیوں کو آگے آنے کا موقع دیدیا۔ اور انہوں نے سنہ ۱۸۵۵ء میں "مراۃ الاحوال" نام سے ایک عربی اخبار جاری کیا لیکن یہ اخبار زیادہ دیر تک جاری نہ رہ سکا جس کی وجہ اخبار کی پالیسی کا ٹرکش گورنمنٹ کے خلاف ہونا تھا۔ سنہ ۱۸۵۸ء میں ایک اخبار حدیقۃ الاخبار نامی بیروت سے شائع ہونا شروع ہوا۔ اس اخبار کے جاری ہونے کے دو سال بعد یعنی سنہ ۱۸۶۰ء میں شام میں شورش پیدا ہونی شروع ہوئی۔ جس کی وجہ سے گورنمنٹ نے اس اخبار کو خلیل الخوری کی ادارت میں دے دیا۔ یہ اخبار سنہ ۱۹۰۹ء تک جاری رہا۔

سنہ ۱۸۶۰ء میں قسطنطنیہ سے پہلا عربی اخبار الجوائب نامی جاری ہوا۔ اس اخبار کے اڈیٹر کا نام احمد فارسی تھا۔ اسی سال ٹیونس سے الرائد التونسی اور پیرس سے البرجیسی نامی اخبار جاری ہوئے۔

عربی صحافت کے تیسرے دور کا زمانہ سنہ ۱۸۶۳ء سے سنہ ۱۸۸۲ء تک تھا۔ اس زمانہ کی بڑی خصوصیت یہ تھی کہ مصریوں نے صحافت میں دلچسپی لینی شروع کر دی۔ الوقائع المصریہ کے بعد دوسرا مشہور اخبار "الیاسوب" نامی جاری ہوا۔ یہ ماہنامہ تھا جو سنہ ۱۸۶۵ء میں محمد علی اور ابراہیم الدسوقی کی مشترکہ ادارت میں شائع ہونا شروع ہوا۔ لیکن زیادہ دیر تک جاری نہ رہ سکا۔ غیر سرکاری سیاسی اخباروں کے لحاظ سے پہلا اخبار وادی النیل نامی سنہ ۱۸۶۶ء میں قاہرہ سے شائع ہونا شروع ہوا۔ یہ اخبار ہفتہ میں دو بار ابو مسعود آفندی کی ادارت میں شائع ہوتا تھا۔ سنہ ۱۸۷۸ء میں اڈیٹر کی وفات پر یہ اخبار بند ہو گیا۔ اس کے بعد ایک ہفتہ وار اخبار نزہۃ الافکار جاری ہوا۔ ابھی اس اخبار کے دو پرچے ہی نکلنے پائے تھے۔ کہ اسمٰعیل پاشا کے حکم سے جو اس اخبار کی پالیسی سے ڈرتا تھا اخبار بند کر دیا گیا۔

بعض شامی صحیفہ نگاروں کی کوششوں سے جو مصر میں آ کر آباد ہو گئے تھے۔ سنہ ۱۸۷۶ء میں ایک اخبار دو بھائیوں کی مشترکہ ادارت میں جن کے نام سلیم اور بشارت تھے۔ الاہرام کے نام سے جاری ہوا۔ یہ اخبار ہر لحاظ سے بہت کامیاب رہا۔ آج کل بھی یہ اخبار کثیر التعداد شائع ہونے والے اخباروں میں سے ایک ہے۔ سنہ ۱۸۶۷ء میں حلب سے بھی ایک عربی اخبار جاری ہوا تھا۔

عربی صحافت کا چوتھا دور سنہ ۱۸۸۲ء سے شروع ہو کر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوتا ہے۔ سیاسی سرگرمیوں کا مرکز قاہرہ بن گیا۔ چنانچہ قاہرہ سے ایک روزانہ اخبار المنہاج نامی ۱۸۸۹ء میں جاری ہوا۔ اسی سال دو اور اخبار المنظم اور المؤید بھی جاری ہوئے۔ ان دونوں اخباروں کا ملک میں کافی اثر تھا۔ ہفتہ وار اخباروں میں مشہور اخبار البرھان۔ البیان اور مراۃ الشرق تھے۔ مصری پریس اب اپنے ملک کے معاملات میں بہت دلچسپی لینے لگ گئے تھے۔ بعض اخبار ترکوں کی حمایت کرتے تھے۔ بعض انگریزوں کی اور بعض فرانسیسیوں کی۔ الزمان اور المقطم دونوں اخبار انگریزوں کی حمایت کیا کرتے تھے۔ ان اخباروں کے خیالات کا سدباب کرنے کے لیے وطن پرست مصریوں نے مشہور اخبار المؤید جاری کیا۔ اس اخبار کے اڈیٹر الشیخ علی یوسف تھے۔ عربی صحافت کی تاریخ میں اس اخبار کا اجراء ایک نہایت اہم حیثیت رکھتا ہے۔ اس اخبار نے دوسرے نیشلسٹ اخباروں کے لیے راستہ صاف کر دیا۔ اس زمانہ کی صحافت تین دوروں میں سے گذرتی ہے۔

پہلا دور سنہ ۱۸۹۲ء سے ۱۹۰۲ء تک جبکہ اللواء جاری ہوا۔ اس دور میں بہت سے ہفتہ واری اخبار جاری ہوئے۔ جنہوں نے پالیسی کے لحاظ سے المؤید یا المقطم کی نقل کی۔ اس دور میں جاری ہونے والے اخباروں کی تعداد ڈیڑھ صد تک پہنچتی ہے۔ اتنی زیادہ تعداد میں اخبار اور رسالے شائع ہونے کی وجہ مصری پریس کا آزاد ہونا تھا۔ اس دور میں اخبار ادبی زیادہ اور سیاسی کم ہوتے تھے۔

دوسرا دور سنہ ۱۹۰۲ء سے شروع ہو کر سنہ ۱۹۱۰ء میں ختم ہوتا ہے۔ اس دور کی خصوصیت مصر میں تحریک قومی کا پھیلنا تھا۔ جو حکومت برطانیہ کے خلاف اٹھی تھی۔ اس دور کی روح رواں مصطفےٰ کامل تھا۔ جو اللواء کا اڈیٹر تھا۔ اور جس نے مصریوں میں قومی شعور پیدا کیا۔ اور مصریوں کو اس بات کے لیے ابھارا۔ کہ وہ انگریزوں سے اپنی حکومت ختم کرنے کا ان کے وعدے کے مطابق مطالبہ کریں۔ اللواء نے جس شدت سے انگریزوں سے مصر سے چلے جانے کا مطالبہ کیا۔ اس کی نظیر پہلے کہیں نہیں ملتی۔ بہت سے دولت مند مصریوں نے کئی کمپنیاں اس غرض سے قائم کیں کہ قومی اخباروں کو ان کے ذریعہ سے مدد ملتی رہے۔ بہت سی مجالس اسی غرض سے قائم کی گئیں۔ جن میں سے سب سے مشہور الحزب الوطنی ہے۔ اس کا لیڈر مصطفےٰ کامل تھا۔ قومی اخباروں کی تعداد نمایاں طور پر بڑھ گئی۔ اور جس کے نتیجہ میں میدان صحافت مکمل طور پر مصریوں کے ہاتھ میں آ گیا۔

تیسرا دور لارڈ کرامر کی آزادی پریس کی پالیسی کے خلاف ردعمل سے شروع ہوتا ہے۔ لارڈ کچنر کے عہد حکومت میں مصری پریس پر پابندیاں عائد کر دی گئیں۔ جس کے نتیجہ میں بہت سے اخبارات بند کر دیئے گئے۔ مصر کے علاوہ (۴)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احادیث نبویؐ

(۱)

ترجمہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم ایک مرتبہ اُن کے پاس آئے۔ اور اُس وقت کوئی عورت ان کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ آپؐ نے پُوچھا۔ یہ کون ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بولیں۔ کہ یہ فلاں عورت ہے۔ اور اس کی نماز کی کثرت بیان کرنے لگیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ ٹھہرو (دیکھو) تم اپنے ذمہ اس قدر اعمال لو رکھو۔ جس کے (ہمیشہ کرنے کی) تمہیں طاقت ہو۔ اس لئے کہ اللہ ثواب دینے سے نہیں تھکتا۔ تاوقتیکہ تم عبادت کرنے سے نہ تھک جاؤ۔ اور اللہ کے نزدیک (سب سے) زیادہ محبوب وہ دین کا کام ہے۔ جس پہ اس کے کرنیوالا مداومت کرے۔

(۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت میں جس کسے حساب لیاگیا۔ اُسے عذاب دیا جائے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ کہتی ہیں۔ کہ میں نے آپ سے یہ بات سُن کر کہا۔ کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا۔ فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَسِیْرًا (یعنی اس سے آسان حساب لیاجائیگا)، آپؐ نے فرمایا۔ اس حساب سے مراد صرف پیش کرنا ہے لیکن جس شخص سے حساب میں جانچ کی گئی۔ وہ یقیناً ہلاک ہوگا۔

(۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو جوتی پہننے کنگھی کرنے اور طہارت کرنے۔ غرض تمام کاموں میں دہنی جانب سے ابتدا کرنا اچھا معلوم ہوتا تھا۔

(۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ ایک مرتبہ رسُول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خمیصہ پر نماز پڑھی جس میں نقش تھے۔ آپ کی نظر اس کے نقوش پر پڑھی۔ تو آپ نے نماز سے فارغ ہوکر فرمایا۔ میری اس خمیصہ کو ابوجہم کے پاس لے جاؤ۔ اور اُن کی انبجانیہ مجھے لادو کیونکہ اس خمیصہ نے ابھی مجھے غافل کردیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ؕ

(از حضرت سیدہ بشریٰ بیگم حرم رابع حضرت امیر المومنین)

مندرجہ بالا قرآنی آیت میں خدا تعالیٰ اپنے بندے کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے "اے میرے بندے! تو دنیاوی ساز و سامان کی طرف للچاتی ہوئی اور حرص و ہوا کی نگاہ سے نہ دیکھ۔ یہ ساز و سامان تمام کے تمام عارضی ہیں۔ یہ سامان تمہاری آزمائش اور تمہارے اعمال کے پرکھنے کی کسوٹی ہیں۔ ان سے اپنا دل نہ لگا لینا۔ یہ نعمت زوال پذیر ہے یہ فانی ہے۔ چند روز کی فانی چہل پہل میں ریجھ نہ جانا ــــ ایسی نعمت سے دل لگا اور ایسی نعمت کو محبوب بنا جسے فنا نہ ہو۔ جو ہمیشہ کیلئے تمہارے پاس رہے ــــ وہ نعمت کیا ہے؟ وہ تیرے رب اعلیٰ کا ذکر ہے وہ تیرے رب کی رضا کی نعمت ہے جو سب سے بہتر ہے یہی وہ نعمت ہے۔ جسے بقا حاصل ہے ــــ

اس پاک خدا نے کیسی خوبصورت عبارت میں دنیا کی جاہ و حشمت کی بے ثباتی کا نقشہ اپنے بندے کے سامنے رکھ دیا۔ اور اس طرح وضاحت کر دی۔ کہ دنیا کی دولت کس کس طرح خوبصورت اور بھڑکیلے لباس میں میرے بندے کے سامنے آئیگی اور کس طریق سے میرے بندے کو اپنے آپ میں جذب کرنے کی کوشش کرے گی ــــ خدائے سبوح و قدوس نے اس کٹھن راہ کے نشیب و فراز سے آگاہ کر دیا۔ کہ دنیاوی مال و متاع محض عارضی سامان ہیں ان میں بقا نہیں۔ اس کے ساتھ دل لگا کر اپنے ان بے بہا اور عظیم الشان انعامات کو کھو نہ بیٹھنا ــــ

اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ یہ انسانی فطرت کا خاصہ ہے۔ اور یہ انسانی کمزوری ہے۔ کہ جب وہ مال و دولت کی فراوانی دیکھتا ہے۔ جب وہ بڑے بڑے محلات دیکھتا ہے جب وہ اپنے برتر لوگوں کو عیش و نشاط میں دیکھتا ہے تو وہ اس کی طرف غیر ارادی طور پر کھینچنے لگتا ہے اور اپنے لئے اس انعام و بھول جاتا ہے۔ جو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کے لئے بقا کا پیغام دیتا ہے ـــــــ وہ فوراً اس چیز کی طرف شوق اور حسرت سے دیکھنے لگ جاتا ہے.... پھر رفتہ رفتہ اس چیز کے حاصل کرنے کی فکر میں لگ جاتا ہے۔ اسے دل ہی دل میں سراہتا ہے۔ نہ حاصل ہونے کی صورت میں یاس و حسرت کا مجسمہ بن کر اپنے دین۔ اپنی دنیا دونوں کی طرف سے دور ..... بہت دور ہو جاتا ہے۔

ـــــــ بعض اوقات اس کی یہ آرزو حسرت میں تبدیل ہو کر ایک مستقل خلش کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ اور پھر وہ خدا سے (نعوذ باللہ) شکوے کرنے لگتا ہے۔ کہ خدایا! تو نے اپنے فلاں فلاں بندے کو اس نعمت سے نوازا۔ ہم اس سے کیوں محروم ہوئے؟ خدا تعالیٰ پر یہ بدگمانی کتنے بڑے گناہ کا ارتکاب ہے ـــــــ لالچ کی یہ عادت اتنی خطرناک ہے۔ کہ اس کو وہ نعمت عطا بھی ہو جائے۔ جس کی اس نے آرزو کی تھی۔ تو بھی اس حرص کا خاتمہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ایک خواہش کے بعد دوسری خواہش پوری ہونے کے بعد اس کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اسے سیری نصیب نہیں ہوتی ـــــــ کیونکہ اس کی چاٹ اور طمع تو بڑھتی چلی جائے گی۔ رات دن وہ انجام سے بے خبر ہو کر اسی کے حاصل کرنے کی جد و جہد میں لگا رہے گا ـــــــ بیقراری اور بےچینی کا سلسلہ بڑھتا چلا جائے گا۔ انجام کار نیکیوں سے بہت دور بھٹکتا ہوا خدا تعالیٰ کی رضا کی نعمت سے محروم اس سے بہت دور ہی دست کھڑا رہے گا۔

کاش! اے کاش! ہم میں یہ روح پیدا ہو۔ کہ ہم اپنے برتر لوگوں کی طرف نگاہ اٹھانے کی بجائے اپنے نچلے لوگوں کی طرف دردمند دل لے کر شفقت سے ان کی طرف دیکھیں۔ جو ہم سے زیادہ مدد کے محتاج ہیں۔ جو ہم سے زیادہ حاجت مند ہیں تو پھر ہمیں ایک تو خدا تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کا شکر ادا کرنے کا موقع ملے۔ ہم اس کے شکر گذار بندے بن کر اس کے وہ انعام حاصل کریں۔ وہ نعمت پائیں۔ جو قائم و دائم ہو ـــــــ دوسرے لالچ کے مرض سے نجات ملے۔ دل میں اطمینان پیدا ہو ـــــــ قربانی کے لئے قدم زیادہ سے زیادہ اٹھیں۔ رحم و شفقت کا جذبہ پیدا ہو۔ نادار مخلوق کی طرف ہمدردی کا ہاتھ بڑھے ـــــــ کیونکہ جب انسان اپنے تعیش کے لئے سرگرداں رہے گا۔ وہ انسانی فرائض اعلیٰ سے کوسوں دور بھٹک جائے گا۔ اسے اس کی غریب مخلوق کا کب دھیان ہو سکتا ہے؟ اسے تو صرف اپنی شان و شکوہ کے لئے رات دن چاہییں ـــــــ یوں تو وہ اس دنیاوی زندگی میں بیشک عارضی سامان کر لے گا۔ خواہ جائز طور پر ہو یا ناجائز طور پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گھو اخروی زندگی کے لئے وہ تہی دست و ناکام ہو
گا ـــــ نتیجہ یہ کہ وہ اپنے محبوب
کی لازوال محبت اور اس کے قرب کی نعمت سے محروم
رہ جائے گا ـــــ پس! محترم بہنو! اٹھو
اور اس دنیاوی زینت اس دنیاوی
ساز و سامان سے دور بہت دور ہوتے ہوئے
اس سے بے نیاز ہو جاؤ۔ کیونکہ اس قدم
کے اٹھانے کے بغیر ہم کوئی قربانی نہیں کر سکتے
جب کوئی قربانی نہیں کر سکتے تو پھر خدا
اور اس کی خدائی نعمت کو بھی حاصل نہیں کر
سکتے ـــــ

اس ضمن میں مجھے بھی اپنا ایک واقعہ یاد
آجاتا ہے۔ جسے بیان کرتے ہوئے بلکہ خیال کرتے
ہوئے مجھے انتہائی ندامت اور سخت شرم محسوس
ہوتی ہے ـــــ ایک دفعہ بیگم راجہ
غضنفر علی صاحب (مرحومہ) ہمارے یہاں آئیں۔
ان کی ہمارے ساتھ خاصی راہ و رسم تھی۔ وہ
راجہ صاحب کے ساتھ دورہ پر تھیں۔ اور اپنے سیلون
میں ٹھہری ہوئی تھیں۔ انہوں نے ہمیں اپنے "سیلون"
میں دعوت دی۔ جب ہم لوگ گھر آئے۔ تو میرے
ابا جان رضی اللہ تعالے عنہ و علیہ الرحمت نے مجھ سے ایسی
سیر پر حسب معمول استفسار فرمایا۔ دوران گفتگو
میں میں نے سیلون کے متعلق اپنی پسندیدگی کا اظہار
کچھ ایسے پیرائے میں کیا۔ کہ ابا جان رضی اللہ عنہ

یک دم سنجیدہ ہو گئے۔ اور مجھے بڑے تعجب اور
افسوس سے فرمانے لگے۔ "دیکھو! تم نے ایک
بے حقیقت چیز کی اتنی تعریف کی ہے۔ اور
اتنی دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔ کہ مجھے شک ہونے لگا
ہے کہ شائد تم کو اس چیز کے حاصل کرنے کے لئے
سخت بے چینی ہو رہی ہو۔ اور خدا تعالے کی دی ہوئی
نعمتوں کو بھول چکی ہو ـــــ بڑے افسوس کی
بات ہے۔ کہ تم اس کی نعمتوں اور احسانات کا گویا
انکار کر کے اس خدا سے دور ہونا چاہتی ہو۔
یہ تو محض چند روزہ اور دنیاوی زندگی کے
عارضی سامان ہیں ـــــ یہ چیز تو ایسی ہے۔
جس سے عاقبت خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ ان چیزوں
کی کشش اخروی زندگی کے بے معنی ہونے کا پیش خیمہ
ہے ـــــ اگر تم مجھے یہ کہتی۔ کہ میں نے
فلاں غریب کی یہ مدد کی۔ فلاں حاجتمند کی یہ
حاجت پوری کی۔ اور یہ بات بتاتے ہوئے تمہارے
چہرہ پر خوشی کے آثار نمایاں ہوتے۔ تو مجھے
اس وقت کس قدر راحت ہوتی؟ یہ محض فانی
چیز چھلاوا اور دھوکہ ہے۔ ہمیشہ قناعت سیکھو
اور اس کے شکر گذار بندے بننے کی کوشش کرو
تا تمہیں اس کی رضا کی نعمت حاصل
ہو جائے" یہ کہتے ہوئے حضرت ابا جان مرحوم
نے اس قرآنی آیت مقدسہ کا لا تمدن عینیک
الیٰ ما متعنا بہ .... الخ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی تلاوت اس طرح کی کہ ابا جان کا تمام چہرہ سرخ تھا۔ اور اس کی محبت اور اس کے فرمان پر کامل ایمان مترشح ہو رہا تھا ـــــ اس واقع کو گزرے طویل عرصہ گزارا۔ مگر آج تک میں اس کیفیت کو نہ بھول سکی ـــــ میں سخت شرم سار اور عرق عرق تھی ـــــ میں معذرت کرنا چاہتی تھی۔ مگر ان کے رعب و جلال کا یہ عالم تھا کہ بالکل بے حس و حرکت کھڑی تھی۔

اب جب بھی کبھی اپنی اس کمزوری کے تحت ایسی کیفیت سے دو چار ہونا پڑتا ہے۔ تو میں ابا جان رضی اللہ عنہ کے اس فرمان اور نصیحت کو نہیں بھول سکتی۔ فوراً وہی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے ـــــ اے میرے خدا! تیرے ہزاروں اور کروڑوں سلام اس محسن پر ہوں جسنے ہر وقت میری غلطی کو پکڑا۔ اور مجھے اس کے نفع نقصان سے آگاہ کیا۔

اے خدا! ہم بیشک لغزش کھانے والے ہیں۔ ہم تجھ سے ہی التجا کرتے ہیں۔ کہ تو ہماری رہنمائی فرما۔ تو ہمیں ایسی ہی نعمت کا وارث بنا جس میں بقا اور تیری رضا کی لازوال نعمت حاصل ہو۔

محترم بہنو! ہم کوئی قربانی نہیں کر سکتے۔ جبتک کہ اپنی خواہشات پر کنٹرول نہ کریں۔ ہم اسی خدا کی لازوال اور عظیم الشان رضا کی نعمت کو حاصل نہیں کر سکتے۔ جب تک کہ ہم قربانی نہ کریں۔

مسجد ہالینڈ (ہیگ)

من بنی اللہ مسجداً بنی اللہ لہ بیتاً فی الجنۃ

جو شخص خدا کے لئے مسجد بناتا ہے تو خدا اس کے لئے جنت میں گھر بناتا ہے

حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پچھلے دنوں امریکہ اور ہالینڈ میں مساجد بنانے کا ذکر فرماتے ہوئے ان کے لئے چندہ کی تحریک فرمائی ہے۔ حضور نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ امریکہ کی مسجد مردوں کے چندہ سے اور ہالینڈ میں ہیگ کی مسجد عورتوں کے چندہ سے بنائی جائے۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ دوبارہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا گھر بنانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم شکرانہ کے طور پر مسجد کے چندہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ اور اپنے عمل سے یہ ثابت کر دیں۔ کہ احمدی عورتیں بھی دینی معاملات میں مردوں سے پیچھے رہنے والی نہیں۔ اور یہ کہ مقدس امام کی آواز پر وہ اپنا سب کچھ قربان کر دینے کے لئے تیار ہیں۔

(میمونہ صوفیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقدس جذبہ یعنی (جدوجہد)

منزل مقصود تک کچھ پہنچنا مشکل نہیں
اک ذرا انسان میں چلنے کی ہمت چاہیئے

جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے۔ اس میں لاتعداد قومیں پیدا ہوئیں اور مٹ گئیں۔ اس دار فانی میں کسی کو بقا نہیں۔ البتہ جتنا جتنا کام اللہ تعالےٰ کسی قوم کے سپرد کرتا ہے۔ وہ قوم اس کام کی تکمیل کے پیش نظر جدوجہد جاری رکھتی ہے۔ اور اگر کسی قوم کے افراد اللہ تعالےٰ کے منشا کے مطابق کام کرنے سے گھبرائیں یا اس سے غافل ہو جائیں تو وہ قوم دنیا میں اپنی طبعی زندگی سے محروم کر دی جاتی ہے۔ اور وہ اپنے وقت سے پہلے ختم ہو چکی ہوتی ہے۔

اب ہمیں دیکھنا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے جو کام ہمارے سپرد کیا ہے۔ اس کیلئے ہم کیا جدوجہد کر رہے ہیں۔ اور ہمارے اندر اپنے مقصد کا کہاں تک احترام ہے۔ اگر تو ہم صحیح معنوں میں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق اپنے حصول مقصد کیلئے کوشاں ہیں۔ تو یقیناً اور یقیناً ہم دنیا میں ایک زندہ اور باقی قوم ہیں۔ اسلام حقیقی اسلام یعنی احمدیت کے پرچم کو بلند کرنا ہمارا قومی نصب العین ہے۔ اور ہماری زندگی کا یہی ایک واحد مقصد ہے ہمیں اپنے حصول مقصد کے پیش نظر وہ کام کرنا ہے۔ جس کا کرنا اللہ تعالےٰ نے ہم پر فرض کیا ہے۔

اگر آج ہم دنیا کی مخالفت سے گھبرا کر اپنا کام چھوڑ بیٹھیں تو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالےٰ ہماری جگہ کوئی اور قوم لے آئے گا۔ جو اس کے مقصد کو پورا کرنے والی ہوگی اور ہم ذلت اور گمراہی کے کیچڑ میں پھنس کر اس دنیا سے ختم ہو جائینگے۔ وہ قوم جو دنیا کے لوگوں کی مخالفت سے خوف کھا کر اور اس کی تلخیوں سے گھبرا کر ہمت ہار بیٹھتی ہے۔ وہ اس مریض کی مثال قائم کرتی ہے۔ جو تلخ دوا پینے سے گریز کر کے اپنی زندگی پیاری زندگی سے ہمیشہ کیلئے ہاتھ دھو بیٹھے۔ دنیا میں زندگی جدوجہد کا نام ہے۔ اگر کسی قوم سے یہ مقدس جذبہ ختم ہو جائے تو وہ قوم اپنے مفلوج اعضا کے ساتھ کچھ مدت کے بعد اپنا نام ونشان کھو بیٹھے گی۔ آج ہمیں اپنی قوم کی طبعی زندگی کو برقرار رکھنے کے لئے وہ جدوجہد کرنی چاہیئے۔ جو حقیقی معنوں میں ہمارے مقصد کو پورا کرنے میں ممد ہو۔　　　باقی۔

انوری بیگم بنگوی
سرگودہا

بلاک نمبر ۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت اُمّ المومنین اور تربیّتِ اولاد

ہر شخص کو اپنے گھر میں تربیت اولاد کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اور بہت ممکن ہے۔ کہ کئی احمدی بہنوں کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہو۔ کہ وہ معلوم کریں۔ کہ حضرت امّ المومنین مدظلہ العالی کس طرح اپنے بچوں کی تربیت فرماتی تھیں۔ تاکہ ان اصولوں کو اپنے لیے مشعلِ راہ بنائیں۔ اس لئے اس بارے میں چند روایتیں درج کی جاتی ہیں

اس سلسلے میں سب سے اہم بیان نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا ہے۔ آپ تحریر فرماتی ہیں۔

"اصولی تربیت میں میں نے اس عمر تک بہت مطالعہ عام وخاص لوگوں کا کر کے بھی حضرت والدہ صاحبہ سے بہتر کسی کو نہیں پایا۔ آپ نے دنیوی تعلیم نہیں پائی (بجز معمولی خواندگی کے) مگر جو آپ کے اصول اخلاق و تربیت ہیں۔ اُن کو دیکھ کر میں نے یہی سمجھا ہے۔ کہ خاص خدا کا فضل اور خدا کے مسیحؑ کی تربیت کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ یہ سب کہاں سے سیکھا۔

۱۔ بچے پر ہمیشہ اعتبار اور بہت پختہ اعتبار ظاہر کر کے اس کو والدین کے اعتبار کی شرم اور لاج ڈالدینا یہ آپ کا بڑا اصول تربیت ہے۔

۲۔ جھوٹ سے نفرت اور غیرت و غنا آپ کا اوّل سبق ہوتا تھا۔ ہم لوگوں سے بھی آپ ہمیشہ یہی فرماتی رہیں۔ کہ بچہ میں یہ عادت ڈالو۔ کہ وہ کہنا مان لے۔ پھر بیشک بچپن کی شرارت بھی آئے تو کوئی ڈر نہیں جس وقت بھی روکا جائیگا۔ باز آجائے گا۔ اور اصلاح ہو جائے گی۔ فرماتیں کہ اگر ایک بار تم نے کہنا ماننے کی پختہ عادت ڈالدی تو پھر ہمیشہ اصلاح کی اُمید ہے۔ یہی آپ نے ہم لوگوں کو سکھا رکھا تھا۔ اور کبھی ہمارے وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتا تھا۔ کہ ہم والدینؑ کی عدم موجودگی کی حالت میں بھی اُن کے منشائے خلاف کچھ کر سکیں

حضرت ام المومنین ہمیشہ فرماتی تھیں کہ "میرے بچے جھوٹ نہیں بولتے" اور یہی اعتبار تھا جو ہم کو جھوٹ سے بچاتا۔ بلکہ زیادہ متنفر کرتا تھا۔

مجھے آپ کا سختی کرنا کبھی یاد نہیں۔ پھر بھی آپ کا ایک خاص رعب تھا۔ اور ہم بہ نسبت آپ کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دنیا کے عام قاعدہ کے خلاف بہت زیادہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بے تکلف تھے۔

اور مجھے یاد ہے۔ کہ حضرت اقدس سے حضرت والدہ صاحبہ کی بے حد محبت اور قدر کرنے کی وجہ سے آپ کی قدر میرے دل میں اور بھی بڑھا کرتی تھی۔

بچوں کی تربیت کے متعلق ایک اصول آپ یہ بھی بیان فرمایا کرتی تھیں کہ :-

"پہلے بچے کی تربیت پر اپنا پورا زور لگاؤ۔ دوسرے اُن کا نمونہ دیکھ کر خود ہی ٹھیک ہو جائیں گے"۔

یہ کیسے زریں اصول ہیں۔ جن پر عمل کرنے سے واقعی بچوں کی کایا پلٹ سکتی ہے۔

اُستانی سکینۃ النساء بیگم تحریر فرماتی ہیں :-

"تربیت اولاد کا حضرت ام المومنین کو خاص ملکہ ہے۔ آپ کی اولاد میں سے ایک تو روشن چاند خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ہیں۔ مجھ جیسی ناچیز کو کچھ لکھنے کی ضرورت ہی نہیں دنیا جہاں پر روشن ہے۔ حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے حضرت میاں شریف احمد صاحب نہایت صالح، نہایت نیک اخلاق، سارے جہان پر ان کے علم و فضل اور حسن و احسان کا شہرہ ہے ماشاء اللہ نواب مبارکہ بیگم اور صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم دونوں باوقار۔ صالحہ، زاہدہ، متقی، عالمہ، فاضلہ، باعزت، باعصمت، خوش اخلاق سچائی پسند۔ برائیوں سے دور۔ لوگوں سے بھلائی کرنے والی ہیں۔ یعنی اگر مجموعہ حُسن و خوبی دیکھنا ہو۔ تو اماں جان کی اولاد کو دیکھو۔

حضرت اُم المومنین نے نرمی اور سختی سے بھی بارہا یہ بات بیان فرمائی ہے کہ جھوٹ بولنا اور مبالغہ آمیز بات کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

تربیت اولاد کے سلسلے میں چوہدری غلام قادر صاحب نمبردار او کاڑہ نے ایک روائیت لکھی ہے جسمیں حضرت میر قاسم علی صاحب مرحوم کی زبانی بیان فرماتے ہیں :-

"حضرت ام المومنین اپنے بچوں۔ بہو بیٹیوں کی عبادات وغیرہ کے متعلق پوری توجہ سے نگرانی فرماتیں نماز تہجد کا خاص اہتمام فرماتی ہیں۔ اور ہمیشہ خاندان کے افراد کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نقش قدم پر چلنے کی تاکید فرماتی رہتی ہیں"۔

(منقول از سیرت حضرت ام المومنین نصرت جہاں بیگم۔ حصہ اول)

مرسلہ

عابدہ خانم

ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بعثت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی کو ظاہر کر دیگا۔

ہمارے پیارے آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک مشہور الہام ہے۔ جس کو میری تمام بہنوں نے بارہا پڑھا اور سُنا ہوگا "دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کردیگا۔"

تیرہ سو سال سے زیادہ کا زمانہ گزر جاتا ہے۔ دنیا والے دنیا میں پھنس کر اپنے پیدا کرنے والے کو بھول جاتے ہیں۔ غیر قوموں کا کیا ذکر جب کہ مسلمان خود صرف نام کے مسلمان رہ گئے تھے۔ خدا اور رسول کے احکامات کو پسِ پُشت ڈال کر اسلامی روایات دنیا میں کھو چکے تھے۔ اس وقت ـــــ اس اس وقت سخت ضرورت تھی۔ ایک رہنما کی۔ سچے اور پاک رہنما کی سو خدا تعالیٰ نے اپنے

پیارے بندے "حضرت غلام احمد قادیانی" کو منتخب فرمایا؟

حضور کو بچپن ہی سے عبادت کا شوق تھا۔ آپ اپنے پیارے آقا "حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم" کی طرح اصلاحِ خلق کا درد اپنے دل میں پنہاں رکھتے تھے۔ یہی وجہ تھی۔ کہ جب آپ نے قریباً چار سال ملازمت کرنے کے بعد اپنے محترم والد صاحب کے ارشاد پر ملازمت کو استعفا دے دیا۔ اور گھر آکر بادلِ ناخواستہ زمینداری مقدمات کی پیروی کرنے لگے۔ آپ کا دل اِن کاموں سے متنفر تھا۔ اگر کسی کام سے دل خوش ہوتا تو وہ عبادت ہی تھی۔ جس کو آپ نے سنّتِ نبوی کے مطابق ہر رنگ میں پورا کیا۔ بعد ازاں تبلیغ کا بیڑا اٹھایا۔ پہلے تو آپ نے صرف رسالوں۔ اخباروں ہی میں اپنے مضامین چھپوائے۔ مگر جب دیکھا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ دشمنانِ اسلام اپنے حملوں میں بڑھتے جاتے ہیں۔
تو غیرتِ اسلامی نے جوش مارا۔ اور آپ نے اللہ تعالیٰ
کے الہام و وحی کے ماتحت ارادہ کیا۔ کہ ایک ایسی
کتاب لکھی جائے۔ جو کہ اسلامی خصوصیات کا
خزانہ ہو۔ اس میں اسلام کی تمام ادنیٰ و
اعلےٰ خوبیوں کو بالتفصیل بیان کیا جائے۔
تاکہ بعد میں دشمنانِ اسلام کو زبان کھولنے
کی ہمت ہی نہ ہو۔ چنانچہ آپ نے اس ارادہ کے
زیرِ اثر وہ عظیم الشان کتاب لکھی جو براہین احمدیہ
کے نام سے مشہور ہے۔ جس کی نظیر ملنا ابد تک
ناممکن ہے۔ اس کتاب کے شائع ہونے کے بعد
کسی کو ہمت نہ ہوئی۔ کہ وہ اس کتاب کا
جواب لکھ سکے۔ آپ کے دشمن اور دوست
سب ہی کو آپ کی قابلیت اور روحانیت کا
اقرار کرنا پڑا ـــــ؟

براہین احمدیہ کا شائع ہونا تھا۔ کہ
لوگوں کی نظریں مصنف "براہین احمدیہ"
کی جانب لگ گئیں۔ ان کے دل و دماغ گواہی
دے رہے تھے۔ کہ یہی شخص ہم کو غیر قوموں کے
حملوں سے بچانے والا ہوگا۔ ان کا خیال درست
تھا ـــــ لیکن کسے معلوم تھا۔
کہ وقت کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ یہی لوگ
جو جان فدا کرنے کے لیے تیار ہیں۔ وہ ہی
خون کے پیاسے ہو جائیں گے۔

غرض کہ آپ کی شہرت چاروں طرف
ہو چکی تھی۔ اور قادیان جو دنیا میں ایک
گمنام بستی کی حیثیت رکھتا تھا۔ آہستہ آہستہ
زائرین اور مہمانوں کی قیام گاہ بننے لگا۔
بعض لوگوں نے آپ سے درخواستِ بیعت بھی
کی لیکن آپ نے ہمیشہ بیعت لینے سے انکار
ہی کیا۔ اور جواب دیا۔ کہ ہمارے سب کام
خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ حتیٰ کہ سنہ ۱۸۸۸ء کا
دسمبر بھی آگیا۔ جب کہ آپ کو بذریعہ الہام بیعت
لینے کا حکم دیا گیا۔ چنانچہ پہلی بیعت بمقام
لدھیانہ سنہ ۱۸۸۹ء میں میاں احمد جان
کے مکان پر ہوئی۔ اور سب سے پہلے حضرت
مولانا مولوی نور الدین رضی اللہ عنہ نے بیعت کی
اس دن قریباً چالیس آدمیوں نے بیعت کی۔

لیکن سنہ ۱۸۹۱ء میں جب حضور کو
الہام کے ذریعے بتایا گیا۔ کہ حضرت مسیح
ناصری جن کے دوبارہ آنے کے مسلمان منتظر ہیں۔ اور مسیحی
بھی قائل ہیں۔ وہ فوت ہو چکے ہیں۔ اور کبھی
واپس نہ آئیں گے۔ اور یہ کہ مسیح کی بعثت
ثانیہ سے مراد ایک ایسا شخص ہے۔ جو اُن کی
خو بو پر آوے۔ اور وہ آپ ہی ہیں۔
آپ کا دعویٰ مسیح موعود کرنا تھا۔ کہ ایک زمانہ
آپ کا دشمن ہو گیا۔ جو جس سے ہو سکا
وہ اس نے کیا۔ چھوٹے مقدمات دائر کئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ ہر بار باعزت بری کئے گئے ـــــــ لیکھرام مقابلہ پر کھڑا ہوا۔ مگر کس قدر المناک اور ذلیل موت مارا گیا ـــــ اس کے بعد سفیر رُوم کا انجام ہمارے پیش نظر ہے۔ کہ وہ کس طرح متعدد درخواستوں کے بعد حضرت مسیح موعود کی خدمت میں قادیان حاضر ہُوا ـــــ حضورؑ نے اس کی درخواست پر دعا فرمائی۔ اور اس کو صاف فرما دیا۔ کہ سلطان کی سلطنت کی حالت اچھی نہیں ہے۔ اور مجھے کشف کے دکھایا گیا ہے۔ کہ اس کے ارکان کی حالت اچھی نہیں ۔ اور میرے نزدیک ان حالات میں انجام اچھا نہیں ـــــ؟

ان باتوں کو سفیر نے بُرا سمجھا۔ اور ناراض ہو کر چلا گیا۔ اور لاہور سے اخبار میں گالیوں کا ایک خط چھپوایا۔ اس خط سے مسلمانان ہندو پنجاب میں شور مچ گیا۔ مگر بعد میں آنے والے واقعات نے اس حقیقت کو واضح کر دیا۔ اس ضمن میں بہت سی پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔ خود سفیر مذکور حضرت کے مشہور الہام اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ۔ کا نشانہ بنا۔ اور ساتھ میں وہ اخبار والا بھی سزا سے نہ بچا جس نے اس کی تائید میں خط چھاپا تھا ـــــ غرض یہ کہ مخالفوں نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔ مگر یہ صرف خدا تعالیٰ کی رحمت تھی جس نے حضور کو ہر بار بچایا۔ وقت آگیا ہے۔ جبکہ یہ پیشگوئی بھی "دنیا میں ایک نذیر آیا۔ الخ" انشاء اللہ پوری ہو گی۔ اللھم صلی علے محمد وعلے عبدک المسیح الموعود۔

ناچیز۔ ناظرہ خاتون

رپورٹ جلسہ لجنہ اماء اللہ ربوہ

برائے چندہ مسجد ہالینڈ

مورخہ ۱۰ مارچ بروز پیر شام کو چار بجے نصرت گرلز ہائی سکول میں لجنہ اماء اللہ ربوہ کا جلسہ منعقد ہوا یہ جلسہ خاص طور پر مسجد ہالینڈ کے لئے چندہ جمع کرنیکے لئے کیا گیا تھا۔

تلاوت قرآن کریم کے بعد استانی میمونہ صاحبہ نے تقریر فرمائی جس میں مسجد ہالینڈ کے چندہ کی تحریک کو مستورات کے سامنے بیان فرمایا اور انہیں قربانیوں میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تحریک کی پھر خاکسار جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے عورتوں میں اسی موضوع پر تقریر کی اور کہا۔ کہ مسجد برلن کے بعد پھر خدا تعالیٰ نے ایک بار پھر اتنی بڑی خدمت کرنیکا موقعہ دیا ہے۔ قربانی کے اس سنہری موقعہ کو ہاتھ سے نہیں کھونا چاہیئے۔ بلکہ زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اس کے بعد چندے کے وعدے لکھے جانے شروع ہوئے۔ بہنوں میں خدا کے فضل سے بہت جوش تھا۔ کئی بہنوں نے اسی وقت اپنے زیورات اتار کر پیش کر دیئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہماری ذمہ واریاں

اسلام اس وقت ایک نہایت ہی نازک دور میں سے گذر رہا ہے۔ کفر کے تاریک ترین بادل افق اسلام پر چھائے ہوئے ہیں۔ اور اسلام کی کشتی منجدھار میں طوفان حوادث کے تھپیڑے کھا رہی ہے۔ اگر اس وقت قربانی اور ایثار سے کام نہ لیا گیا۔ تو مسلمانوں کی قومی زندگی کو سخت دھکا لگیگا۔

ایسی حالت میں ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے فرائض اور ذمہ واریوں کو سمجھیں۔ اور اپنی زندگی ان فرائض کے مطابق چلائیں

انسانی فطرت اللہ تعالیٰ نے ایسی بنائی ہے کہ وہ عام طور پر ان امور کی طرف زیادہ توجہ کرتا ہے۔ جو یقینی ہوتے ہیں۔ اور پھر جتنا جتنا اس کا یقین بڑھتا جاتا ہے۔ انسان کا عمل بھی ترقی کرتا جاتا ہے۔ اور جتنا جتنا یقین کم ہوتا جاتا ہے۔ انسان کا عمل بھی کم ہوتا چلا جاتا ہے۔ کوئی انسان دیدہ دانستہ زہر کی پڑیا نہیں کھاتا۔ کوئی انسان دیدہ دانستہ سانپ کے بل میں اپنا ہاتھ نہیں ڈالتا۔ کوئی انسان دیدہ دانستہ شیر کی کچھار میں نہیں جاتا غرض یہ عام قاعدہ ہے۔ کہ جب کسی شخص کو علم ہو۔ کہ فلاں چیز سے مجھے نقصان پہنچے گا۔ تو وہ غلطی کا مرتکب نہیں ہوتا۔ اور یہ بات انسانی زندگی میں ہم اتنی کثرت سے دیکھتے ہیں۔ کہ اسے بطور اصل اور قانون کے پیش کیا جا سکتا ہے انسانی زندگی کے مختلف اعمال اور مختلف کاموں پر جب نگاہ دوڑائی جائے۔ تو ہر عمل کم و بیش یقین کے ساتھ تعلق رکھتا نظر آتا ہے

مگر ایک چیز ایسی ہے۔ جو ساری چیزوں سے زیادہ یقینی اور قطعی ہے۔ مگر انسان کا معاملہ اس کے متعلق بالکل عجیب ہے۔ وہ اس یقینی چیز سے نہ صرف متاثر نہیں ہوتا۔ بلکہ غیر یقینی خیالات کو اس یقینی چیز پر ترجیح دے دیتا ہے۔ یہ یقینی اور قطعی چیز انسان کی موت ہے۔ کوئی انسان دنیا میں ایسا نہیں جو موت سے بچ سکا ہو۔

انسانوں میں سب سے بڑی ہستی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تھی۔ لیکن آپ بھی ایک مدت تک دنیا میں کام کرنے کے بعد وفات پا گئے۔ آپ کی وفات کے بعد کون یہ خیال کر سکتا ہے۔ کہ وہ فوت نہیں ہوگا۔ مگر اس یقین کے باوجود بھی ہم دیکھتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں۔ کہ لوگ عام طور پر اس کے متعلق غفلت اور بے توجہی سے کام لیتے ہیں۔ صرف یہی چیز ایسی ہے۔ جو یقینی اور قطعی ہے۔ مگر اس کے متعلق تیاری سب سے کم پائی جاتی ہے۔ شام کا کھانا عورتیں تیار کرتی ہیں۔ عصر کا ناشتہ عورتیں تیار کرتی ہیں۔ مگر ان میں سے نہ کھانے والے کو پتہ ہوتا ہے۔ کہ میں عصر تک زندہ رہونگا یا نہیں۔ اور نہ پکانے والی کو پتہ ہوتا ہے۔ کہ وہ عصر تک زندہ بھی رہے گی یا نہیں۔ اس موہوم خیال پر کہ ہم عصر تک زندہ رہیں گے وہ عصر کے ناشتہ کی تیاری کرتی ہیں۔ اس موہوم خیال پر کہ ہم شام تک زندہ رہیں گے وہ شام کے کھانے کے لئے تیاری کرتی ہیں۔ یا اس موہوم خیال پر کہ ہم اگلے سال زندہ رہیں گے لوگ سردی اور گرمی کے لئے کپڑے تیار کرتے ہیں۔ مگر اس یقین کے ہوتے ہوئے کہ ہر انسان نے ایک دن مرنا ہے۔ اور ضرور مرنا ہے بہت سے انسان ایسے ہیں۔ جو اپنے مرنے کیلئے کوئی تیاری نہیں کرتے۔ حالانکہ قرآن کریم اس بات پر زور دیتا ہے۔ کہ انسان کی اصل زندگی وہ ہے۔ جو موت کے بعد شروع ہوگی۔ یہ زندگی صرف تیاری کے لئے ہے۔ اور ایسی ہے جیسے بچے کو سکول میں بھیجا جاتا ہے۔ کوئی بچہ سکول میں اس لئے نہیں بھیجا جاتا۔ کہ وہ ساری عمر سکول میں ہی رہیگا۔ یا سکول سے فارغ ہونے کے بعد وہ کوئی کام نہیں کرے گا ہر بچہ سکول میں اس لئے داخل کیا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنی آئندہ زندگی کے لئے تیاری کرے اور آنے والے دور میں ایک کامیاب جرنیل ثابت ہو۔ اسی طرح اگر مرنے کے بعد کی زندگی کوئی حقیقت رکھتی ہے۔ تو ہمیں اپنے آپ کو مجبور کرنا چاہیئے۔ کہ ہم اس زندگی کو ایسا ہی سمجھیں۔ جیسے سکول کی زندگی ہوتی ہے اور یقین رکھیں کہ ہماری زندگی کا اصل دور اس وقت شروع ہوگا۔ جب ہم مر جائیں گے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اور کون انسان خدا تعالیٰ کا مقرب ہو سکتا ہے۔ اور آپؐ کے سوا اور کون ہے۔ جس نے اپنے عمل سے یہ ثابت کر دیا ہو۔ کہ وہ خدا کے لئے اپنی ہر چیز اور اپنے ہر جذبہ کو قربان کرنے کے لئے تیار ہے۔ مگر پھر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ آپ اپنے اس دن کے لئے اتنی تیاری کرتے کہ رات کو اتنی اتنی دیر خدا کے حضور کھڑے رہتے کہ آپ کے پاؤں سوج جاتے۔ اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جیسے انسان بھی باوجود ان تمام قربانیوں کے جو آپ نے کیں، باوجود جذبات محبت کی اس فراوانی کے جو آپ خدا تعالیٰ کے متعلق رکھتے تھے۔ پھر بھی اس بات کے محتاج تھے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ راتوں کو اُٹھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور اتنی اتنی دیر کھڑے رہیں۔ دن کو عبادت کریں۔ اور اپنی زندگی کو زیادہ سے زیادہ خدا تعالیٰ سے ملنے کے قابل بنائیں۔ تو اور کون انسان ہے جو اپنے آپ کو ان ذمہ واریوں سے مستغنی قرار دے سکے ہمیں اپنے اعمال پر غور کر کے دیکھنا چاہیئے۔ کہ کیا ہم اپنی زندگی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مطابق بسر کر رہی ہیں۔ کیا ہم کہہ سکتی ہیں۔ کہ ہمارے زندگی کے ایام زیادہ تر اس اُخروی زندگی کی درستی کے لئے خرچ ہوتے ہیں۔ جو حقیقی زندگی ہے۔ یا زیادہ تر اُن کاموں کے لئے خرچ ہوتے ہیں۔ جو دنیا کے کام ہیں۔ اسلام بیشک اس بات کا حکم نہیں دیتا۔ کہ تم صرف عبادت ہی کرو۔ بلکہ اس بات کا حکم دیتا ہے۔ کہ تم دنیا کے کام بھی کرو۔ جس طرح ایک عورت اپنے بچے کی پرورش کی وجہ سے ان ضرورتوں سے غافل نہیں ہو جائے گی۔ جو اپنے رشتہ داروں سے میل جول اور اپنے سہیلیوں سے تعلقات رکھنے کے لحاظ سے اس پر عائد ہوتی ہیں۔ اسی طرح اسلام یہ نہیں کہتا۔ کہ تم اپنی زندگیوں کو بالکل نمازوں میں ہی لگا دو۔ بلکہ وہ اس بات کا حکم دیتا ہے۔ کہ تم ہر ایک چیز کو اس کا درجہ دو۔

سب سے بڑی ذمہ واری جو ہم پر ایک احمدی ہوتے ہوئے عائد ہوتی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ہم جلد سے جلد احمدیت کو دُنیا کے کناروں تک پہنچا دیں۔ اور تمام لوگوں کو احمدیت کے پرچم تلے جمع کریں۔ جس دن احمدیت کی مشعل تمام جہان میں روشن ہوگی۔ وہ دن مبارک اور بابرکت ہوگا۔ کیونکہ اس دن ہم نے وہ کام کیا ہوگا۔ جو خدا تعالیٰ نے ہمارے سپرد کیا ہے۔ مگر ساری دُنیا کو فتح کرنا کوئی آسان بات نہیں۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ اسلام نے سات سال میں عرب میں تغیر پیدا کر دیا۔ چند سالوں میں اس نے دنیا کی کایا پلٹ دی۔ مگر اسلام کی یہ کامیابی اور اسلام کی یہ فتح کس چیز کا نتیجہ تھی۔ ان لوگوں کی جدوجہد کا جو رات اور دن اور اسلام کی خاطر قربانیاں کرتے تھے۔ آج ہم بھی دنیا کی کایا پلٹ سکتے ہیں۔ مگر اس وقت جب ہمارا ہر مرد ہر عورت ہر بچہ اسلام کی قربانگاہ پر اپنی جان قربان کرنے کیلئے تیار ہو۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ اور وہ فدیہ اپنی جان اس کی راہ میں قربان کرنا ہے۔

ہمارے دل میں طبعاً یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ عورت ہوتے ہوئے ہم کس طرح اپنی جانیں قربان کر سکتی ہیں۔ اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے ہمیں تاریخ اسلام کے اوراق الٹنے چاہئیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ صحابیات نے اس بارہ میں کیا نمونہ دکھایا۔

صحابیات کی شاندار قربانیوں سے تو تاریخ بھری ہوئی ہے۔ مگر اس وقت میں صرف آپ کے سامنے ایک ہی واقعہ پیش کرتی ہوں جو آپ نے بارہا پڑھا اور سنا ہوگا۔ مگر انسانی دماغ اس قسم کا ہے۔ کہ اگر بار بار اسے کوئی بات یاد دلائی جائے۔ تو اسے یاد رہتی ہے۔ ورنہ اس کے دماغ سے محو ہو جاتی ہے۔

جنگ اُحد کا واقعہ ہے۔ کہ جب مدینہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر پہنچی۔ تو عورتیں اور بچے اور بوڑھے سب گھبرا کر اُحد کی طرف چل پڑے۔ جب اُحد کے قریب پہنچے۔ تو اس وقت اسلامی لشکر واپس آرہا تھا۔ اور اسے علم ہو چکا تھا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم خیریت سے ہیں۔ مگر مدینہ سے آنیوالوں کو ابھی اس کا علم نہیں تھا۔ اسلامی لشکر کو آتا دیکھ کر ایک عورت آگے بڑھی۔ اور اس نے مسلمان سپاہی سے بیتابی کے ساتھ پوچھا مجھے بتاؤ۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ چونکہ اُسے پتہ تھا۔ کہ آپ زندہ اور خیریت کے ساتھ ہیں۔ اس نے اس سوال کو کوئی اہمیت نہ دی۔ اور عورت کو جواب دیا۔ کہ بی بی! مجھے بڑا افسوس ہے کہ تمہارا باپ اس لڑائی میں مارا گیا ہے۔ اُس نے کہا۔ میں تجھ سے یہ پوچھتی ہوں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے اور تم مجھے بتاتے ہو۔ کہ تمہارا باپ مارا گیا ہے۔ کیا میرے سوال کا یہ جواب ہے؟ تم مجھے بتاؤ۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے اس نے پھر بھی اس کے جذبات کی اہمیت کو محسوس نہ کیا۔ اور کہا بی بی! مجھے بڑا افسوس کہ تیرے دو بھائی بھی اس لڑائی میں مارے جا چکے ہیں۔ اس نے پھر غصہ اور جرأت سے کہا۔ کہ تم اور باتیں کیوں کرتے ہو۔ مجھے بتاؤ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ اس نے اب بھی اس سوال کو کوئی اہمیت نہ دی۔ کیونکہ اپنا دل مطمئن تھا۔ اس نے کہا بی بی! مجھے بڑا افسوس ہے کہ تمہارا خاوند بھی اس جنگ میں شہید ہو گیا ہے۔ عورت نے کہا اے بھائی میں تجھے خدا کی قسم دیکر کہتی ہوں کہ تو مجھے صرف اتنا بتا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تو خیریت سے ہیں۔ عورت نے کہا۔ کہ مجھے بتاؤ۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کہاں کھڑے ہیں؟ میں جب تک اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لوں۔ مجھے تسلی نہ ہوگی۔ اس صحابی نے اشارہ سے بتایا۔ کہ وہاں ہیں۔ تم جاؤ۔ اور اپنی آنکھوں سے رسول کریم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لو۔ وہ عورت دیوانہ وار اس مقام کی طرف دوڑتی جاتی تھی۔ اور نسوانی زبان میں یہ کہتی جاتی تھی۔ کہ "یا رسول اللہ! آپ نے یہ کیا کیا۔ یا رسول اللہ! آپ نے یہ کیا کیا"۔ یہ ایک ادبی زبان ہے۔ جس کو عورتیں خصوصاً مصیبت کے وقت استعمال کرتی ہیں۔ عورت کا بچہ مر جاتا ہے تو وہ کہتی ہے۔ "ہائے بچہ تو نے یہ کیا کیا؟" حالانکہ موت پر بچے کا کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ مگر جذبات کی فراوانی کی وجہ سے وہ یہ نہیں سمجھتی کہ یہ کسی حادثہ کی وجہ سے مرا ہے۔ بلکہ سمجھتی ہے۔ کہ شائد میرے دل کو دکھانے کے لئے مجھ سے جدا ہوا ہے۔ وہی محبت، وہی جذبات جس کو صرف عورت ہی سمجھ سکتی ہے۔ سب کی سب اپنی تمام کیفیات اور جذبات کے ساتھ صحابیاتؓ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منتقل کر چکی تھیں۔ وہ محبت جو ایک لڑکی کو اپنے باپ سے ہوتی ہے۔ وہ محبت جو ایک بہن کو اپنے بھائی سے ہوتی ہے۔ وہ محبت جس کے جوش میں بہنیں اپنے ویرؔ کی یاد تازہ رکھتی ہیں۔ اُسی محبت اور اُسی پیار اور اُسی عشق کے ساتھ وہ عورت بھاگتی جاتی اور یہ کہتی جاتی تھی "یا رسول اللہ! آپ نے یہ کیا کیا؟ یا رسول اللہ! آپ نے یہ کیا کیا؟"

بیٹی اپنے باپ سے کتنی محبت رکھتی ہے بہن اپنے بھائیوں سے کتنی محبت رکھتی ہے۔ عورت اپنے خاوند سے کتنی محبت رکھتی ہے۔ مگر اس صحابیہؓ نے ان کی وفات کی خبر سنی مگر پھر بھی اپنے جذبات کو غالب نہ آنے دیا۔ کیونکہ وہ اسلام کی شیدا تھیں اور وہ سمجھتی تھیں۔ کہ اسلام کو چاروں اطراف میں پھیلانے کے لئے میرے باپ، میرے بھائیوں، میرے خاوند سے زیادہ ایک اور ہستی کی ضرورت ہے۔ اور وہ ہستی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تھی۔

پس اگر آج احمدی عورتیں بھی اپنی محبت کو احمدیت کے لئے اسی طرح وقف کر دیں۔ کہ اگر احمدیت کی ترقی کے لئے وہ اپنے باپ، اپنے بھائیوں، اپنے خاوندوں کی موتوں کی پرواہ نہ کرینگی۔ تو یقیناً ہم بھی چند سالوں میں دنیا میں ایک تغیر پیدا کر دینگے۔

اب میں خدا تعالیٰ سے دعا کرتی ہوں۔ کہ وہ ہر احمدی مرد اور عورت کو اپنی ذمہ داریاں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور انہیں سچے طور پر اپنی اور اپنے رشتہ داروں کی قربانی دینے کی توفیق بخشے۔ آمین

امۃ المنان قمر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلامی پردہ

اسلامی پردہ ایک اہم اسلامی شعار ہے۔ ان دنوں اس کا صورت مسخ کرنے بلکہ سرے سے اڑا دینے کی سعی کی جا رہی ہیں۔ کبھی یہ کہا جاتا ہے۔ کہ اسلام میں پردے کا حکم سرے سے موجود ہی نہیں۔ کبھی یہ تاویل کی جاتی ہے۔ کہ پردہ کا حکم اگرچہ موجود ہے۔ لیکن اسمیں چہرے کے پردے کا کہیں ذکر نہیں۔ یہ کہا جاتا ہے۔ کہ اگر یہ حکم ہو بھی۔ تو ناقابل عمل ضرور ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس کے متعلق حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کے ارشادات پیش کیے جاتے ہیں۔ یہ ارشادات ایک دفعہ پہلے بھی رسالہ مصباح اپریل ۱۹۲۸ء میں شائع ہو چکے ہیں۔ اب بتقاضائے حالات بائیس سال بعد ماہ اپریل میں ہی اس مضمون کو پھر شائع کیا جا رہا ہے۔ اس کے متعلق حضور کے مفصل ارشادات موجود ہیں۔ جو آئندہ اشاعتوں میں پیش کیے جائیں گے۔ انشاء اللہ۔

(مدیرہ)

رائج الوقت پردہ مسلمانوں میں کئی طرح کا ہے بعض قوموں اور بعض علاقوں میں ایسا پردہ ہے۔ کہ ڈولیوں کو بھی پردوں میں سے گزارتے ہیں۔ اور بعض قوموں اور بعض علاقوں میں اس سے بڑھ کر پردہ یہ ہے۔ کہ کہتے ہیں کہ عورت ڈولی میں آئے۔ اور پھر اسکا جنازہ ہی نکلے۔ یہ پردے صریح ظلم ہیں۔ اور ان کا اثر عورتوں کی صحت، اخلاق، علم اور دین پر بہت ہی گندہ پڑا ہے۔

قرآن کریم اور حدیث سے اس قسم کے کسی پردے کا پتہ نہیں چلتا۔ قرآن کریم سے صریح معلوم ہوتا ہے۔ کہ عورتوں کو باہر نکلنے کی اجازت ہے۔ اگر انہیں باہر نکلنے کی اجازت نہ ہوتی۔ تو غض بصر کے حکم کی بھی ضرورت نہ ہوتی۔ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خود آپ کی بیویاں باہر نکلتی تھیں۔ جنگوں وغیرہ پر جانا، کھیتوں وغیرہ پر کام کرنے کے لئے جانا۔ حاجات بشریہ پورا کرنے کے لئے جانا۔ علم سیکھنے، علم سکھلانے کے لئے جانا۔ یہ نہائیت کثرت کے ساتھ ثابت ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور چھوٹی سے چھوٹی تاریخوں سے بھی اس کے لئے ثبوت مل سکتے ہیں۔ ہزاروں واقعات اس قسم کے پائے جاتے ہیں جنمیں عورتوں کا گھروں سے نکلنا ثابت ہوتا ہے۔

فطرت انسانی بھی اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتی کہ مروجہ مضبوط ہے۔ اُسے تو صحت کے درست رکھنے کے لئے باہر کی آب و ہوا کی ضرورت ہو لیکن عورت جو فطرتاً کمزور صحت لیکر آئی ہے۔ اُسے کھلی ہوا سے محروم کر دیا جائے۔ حدیثوں سے تو یہاں تک ثابت ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیوی حضرت عائشہ اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ لوگوں کے سامنے مقابلتہً دوڑے۔ اور ایک دفعہ حضرت عائشہ بڑھ گئیں۔ اور ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آگے نکل گئے۔ پس اگر مروجہ پردے سے مراد آپ کی مذکورہ بالا پردہ ہے۔ تو یہ پردہ نہائت ہی ظالمانہ پردہ ہے۔ اور اسلام اور مسلمانوں پر ایک داغ ہے۔ جسے جس قدر جلد دور کیا جائے اتنا ہی اسلام کے لئے بہتر اور مسلمانوں کیلئے بہتر ہماری نسلیں اس پردے سے کمزور ہو گئی ہیں۔ ہماری عورتیں دین و دنیا سے جاتی رہی ہیں۔ ہم غیر قوموں کا نشانہ طعن بن رہے ہیں۔ اور دین کو لوگوں کی نظر میں ایک قابل ہنسی چیز بنا رہے ہیں۔ ایک پردہ ہمارے ملک میں یہ ہے۔

کہ عورتیں برقعہ پہن کر باہر نکلتی ہیں۔ ایک گھر سے دوسرے گھر تک چلی جاتی ہیں۔ اور اس سے زیادہ باہر نکلنے کی اُن کو اجازت نہیں ہوتی۔ یہ پردہ گو اوپر کے پردوں کے برابر قابل اعتراض نہیں لیکن اس سے بھی عورتوں کے ذہنی ارتقاء اور اُن کی صحت کی ترقی میں ایسی مدد نہیں ملتی۔ کہ اُسے قومی ترقی کے لئے کافی سمجھا جائے۔ دوسرا ہمارا پرانا برقعہ یا تو عورت کی صحت کو برباد کرنے والا ہے۔ یا پردے کے نام سے بے پردگی کا موجب ہوتا ہے۔ اس برقعے میں اُوپر سے لیکر نیچے تک ایک گنبد بنا ہوا چلا جاتا ہے۔ عورت کے ہاتھ بھی اندر بند ہوتے ہیں۔ اگر وہ بچے کو اُٹھائے تو سر سے پاؤں تک اس کا اگلا حصہ سارے کا سارا ننگا ہو جاتا ہے۔ اور ایک حقارت پیدا کرنے والا نظارہ ہوتا ہے۔ کہ ایسے پردے سے طبیعت خود بخود نفرت کرتی ہے۔ اس سے بہتر اور بہت بہتر وہ چادر کا طریق تھا۔ جو برقعے کی ایجاد سے پہلے تھا۔ عورت اپنے کام بھی کر سکتی تھی اور اپنے آپ کو لپیٹ بھی سکتی تھی۔ یہ برقعہ جیسا کہ میں اُوپر بیان کر آیا ہوں۔ یا تو صحت کیلئے مضر ہے یا پھر پردے کے کام کا نہیں۔

میرے نزدیک نیا برقعہ جسے ٹرکی برقعہ کہتے ہیں۔ پردے کے لحاظ سے تمام برقعوں سے بہتر ہے۔ بشرطیکہ اس میں اتنی اصلاح

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کر لی جائے۔ کہ وہ جسم کے اوپر لپٹا ہوا نہ ہو۔ سیدھا کوٹ ہو۔ جو کندھوں سے پاؤں تک آتا ہو۔ ایسا کوٹ نہ ہو جو جسم کے اعضاء کو الگ الگ کر کے دکھاتا ہو۔ اگر اس قسم کا کپڑا جائز ہوتا تو پھر جسم کے کپڑے کافی تھے۔ اُن کے اوپر کسی اور کھلے کپڑے کے لینے کی قرآن مجید اجازت نہ دیتا۔ اس برقعہ میں یہ بھی فائدہ ہے۔ کہ چونکہ ہاتھ کھلے ہوئے ہیں۔ عورت سب قسم کے کام کر سکتی ہے۔ اس کی مثال ایسی ہوگی۔ جیسے کہ ڈاکٹر اپریشن کے وقت ایک کھلا کوٹ پہن لیتا ہے۔

پردے کا قرآن کریم نے ایک اصل بتایا ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ عورت کے لئے پردہ ضروری ہے۔ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا (یعنی سوائے اسکے جو آپ ہی آپ ظاہر ہو) آپ ہی ظاہر ہونیوالی موٹی چیزیں تو دو ہیں۔ یعنی قد اور جسم۔ لیکن یہ بات ظاہر ہے۔ کہ عورت کے کام کے لحاظ سے جو چیز آپ ہی آپ ظاہر ہو۔ وہ پردے میں داخل نہیں۔ چنانچہ اسی حکم کے ماتحت طبیب عورتوں کی نبض دیکھتا ہے۔ بیماری مجبور کرتی ہے کہ اس چیز کو ظاہر کر دیا جائے۔ اگر منہ پر کوئی جلدی بیماری ہے تو طبیب منہ بھی دیکھے گا اگر اندرونی بیماری ہے تو زبان دیکھیگا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ فرماتی ہیں کہ ایک جنگ میں ہم پانی لاتی تھیں۔ اور ہماری پنڈلیاں ننگی ہو جاتی تھیں۔ اُس وقت پنڈلیوں کا ننگا ہونا قرآن کریم کے خلاف نہ تھا۔ بلکہ اس قرآنی حکم کے مطابق تھا۔ جنگی لحاظ سے ضروری تھا۔ کہ عورتیں کام کرتیں اور دوڑنے کیوجہ سے پنڈلیاں خود بخود ننگی ہو جاتی تھیں۔ کیونکہ اس وقت پاجامہ کا نہیں بلکہ تہ بند کا رواج تھا۔ اسی اصل کے ماتحت اگر کسی گھرانے کے شغل ایسے ہوں۔ کہ عورتوں کو باہر کھیتوں پر یا میدانوں میں کام کرنا پڑے۔ تو ان کے لئے آنکھوں اور اُن کے ارد گرد کا علاقہ کھلا ہونا نہایت ضروری ہوگا پس اِلَّا مَا ظَهَرَ کے ماتحت ماتھے سے لیکر منہ تک کا حصہ کھولنا ان کے لئے بالکل جائز ہوگا۔ اور پردہ کے حکم کے مطابق بغیر اس کے کھولنے کے وہ کام نہیں کر سکتیں۔ اور جو حصہ ضروریات زندگی کے لئے اور ضروریات معیشت کیلئے کھولنا پڑتا ہے بشرطیکہ وہ معیشت جائز ہو۔ اس کا کھولنا پردے کے حکم میں شامل ہی ہے۔ لیکن جس عورت کے کام اُسے مجبور نہیں کرتے۔ کہ وہ کھلے میدانوں میں نکل کر کام کرے۔ اُس کا منہ اس پردے میں شامل ہے۔ جیسا کہ حدیثوں میں صاف آتا ہے۔ کہ ایک شخص نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ میں ایک عورت سے شادی کرنا کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے معلوم نہیں اُس کی شکل کیسی ہے۔ اس کا باپ دکھانے سے انکار کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ شادی کے لئے شکل دیکھنی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جائز ہے۔ جب اس شخص نے جا کر لڑکی کے باپ سے ذکر کیا۔ تو پھر بھی اس نے اپنی ہتک سمجھتے ہوئے لڑکی کی شکل دکھلانے سے انکار کر دیا۔ لڑکی اندر بات سن رہی تھی۔ وہ اپنا منہ ننگا کر کے باہر آگئی۔ اور اس نے کہا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ منہ دیکھ لو۔ تو ہمیں کیا انکار ہو سکتا ہے۔ اگر ہر طرح کی عورتوں کے منہ کا کھلا رکھنا جائز ہوتا۔ تو یہ سوال بھی پیدا نہ ہوتا۔

اسی طرح حدیثوں میں آتا ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیوی کیساتھ جن کا نام صفیہ رضی اللہ تھا۔ شام کے وقت گلی میں سے گزر رہے تھے آپ نے دیکھا۔ کہ دو آدمی سامنے سے آرہے ہیں۔ اور آپ کو کسی وجہ سے یہ شبہ پیدا ہوا۔ کہ ان کے دلمیں شائد یہ خیال پیدا ہو۔ کہ میرے ساتھ کوئی اور عورت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیوی کا چہرہ ننگا کر دیا۔ کہ دیکھ لو۔ یہ صفیہؓ ہے۔

اگر منہ کھلا رکھنے کا حکم ہوتا۔ تو اس قسم کے خطرہ کا کوئی احتمال نہیں ہو سکتا تھا۔ اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق آتا ہے کہ جب وہ جنگ صفین میں فوج کو لڑا رہی تھیں اور ان کی ہودج کی رسیوں کو کاٹ کر گرا دیا گیا تھا۔ تو ایک خبیث الطبع خارجی نے ان کے ہودج کا پردہ اٹھا کر کہا تھا۔ کہ او ہو یہ تو سرخ و سفید رنگ کی عورت ہے۔ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں منہ کھلا رکھنے کا طریق رائج ہوتا۔ تو جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہودج میں بیٹھی فوج کو لڑا رہی تھیں۔ اس وقت وہ انہیں دیکھ چکا ہوتا۔ اور اس کے لئے کوئی تعجب کی بات نہ ہوتی۔

قرآن کریم کی ایک آیت بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے۔ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ۔ یعنے اپنے سر کے رومالوں کو کھینچ کر سینوں تک لے آیا کریں۔ خمار کسی چادر یا دوپٹے کا نام نہیں۔ بلکہ اس رومال کا نام ہے۔ جو کام کرتے وقت عورتیں سر پر رکھ لیا کرتی ہیں۔ پس اس کے یہ معنی نہیں۔ کہ دوپٹے کی آنچل تو اپنے سینوں پر ڈال لیا کریں۔ کیونکہ خمار کی آنچل نہیں ہوتی چھوٹا ہوتا ہے۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ سر سے رومال کو اتنا نیچا کرو۔ کہ وہ سینے تک آجائے جس کے یہ معنے ہیں۔ کہ سامنے سے آنیوالے آدمی کو منہ نظر نہ آئے۔

پردے کا سوال ایک حد تک عورتوں اور مردوں کے ملنے جلنے کے ساتھ بھی تعلق رکھتا ہے۔ اس کے متعلق قرآن و حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ پردے کے قواعد کو مدنظر رکھتے ہوئے عورت ہر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قسم کے کاموں میں مردوں کے شریک حال ہو سکتی ہے۔ وہ مردوں سے پڑھ سکتی ہے۔ لیکچر سن سکتی ہے لیکچر سنا سکتی ہے۔ ضرورت کے موقعہ پر اپنی رائے بیان کر سکتی ہے اور بحث کر سکتی ہے۔ ایسے امور جن میں عورتوں کا دخل ہے۔ ان امور میں عورتوں کا مشورہ لینا بھی ضروری ہے۔

عورت حاجت کے وقت مرد کے ساتھ مل کر بیٹھ بھی سکتی ہے۔ جیسے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر کوئی شخص سوار جا رہا ہو اور عورت ہو۔ تو اس عورت کو اپنے پیچھے بٹھا لے۔ ہمارے ملکی رواج کے مطابق اگر کوئی شخص ایسا کرے۔ تو شائد ساری قوم اُس کا بائیکاٹ کر دے لیکن شریعت کے احکام آج سے ۱۳۰۰ سال پہلے مل چکے ہیں۔ ان میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے ماتحت میں فتویٰ دوں گا۔ اگر عورتوں کی گاڑی میں کوئی خطرہ ہو۔ تو مرد عورت کو اپنے پاس مردانہ گاڑی میں بٹھائے یا عورت اکیلی مردانہ گاڑی میں جا بیٹھے۔ جہاں وہ شریف مردوں کی موجودگی میں اپنی عزت کو بہ نسبت اکیلے کمرے میں بیٹھنے کے زیادہ محفوظ سمجھتی ہو۔

از "مصباح"
(یکم اپریل سنہ ۱۹۲۹ء)

"ہنسی کی باتیں"

★ ایک مسخرا اپنے بادشاہ کے پاس ایک ہاتھ کے فرق سے جا بیٹھا۔ بادشاہ نے اپنی بڑائی سے جل بھن کر کہا: "ارے نالائق تجھ میں اور گدھے میں کیا فرق ہے" مسخرے نے دست بستہ عرض کیا۔ "جہاں پناہ! صرف ایک ہاتھ کا۔"

★ مصنف (خادمہ سے) تم یہ کیسے کاغذ جلا رہی ہو؟

خادمہ۔ آقا۔ فکر نہ کیجئے۔ لکھے ہوئے کاغذ جلا رہی ہوں۔

★ بچہ (ٹیلیفون پر) آج میرا لڑکا بیمار ہے۔ سکول نہیں آسکتا۔

ماسٹر جی (آواز پہچان کر) خیر! ٹیلیفون پر کون بول رہا ہے؟

بچہ۔ (گھبرا کر) ماسٹر جی میرا باپ بول رہا ہے

★ ایک شخص کی کسی بخیل کیساتھ دوستی تھی۔ ایک دن اس نے بخیل سے کہا "بھائی جان میں سفر کو جا رہا ہوں۔ براہ مہربانی مجھے اپنی انگوٹھی دو۔ تاکہ آپ کی یاد تازہ رہے"۔ بخیل بولا: "اگر آپ مجھے یاد کرنا چاہیں۔ تو خالی انگلی دیکھ کر یاد کر لیا کرنا کہ انگوٹھی پہننے کو نہیں ملی تھی۔

(ایس۔ پی۔ مخدومہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ذیل میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی قصیدہ کے ابتدائی دس اشعار درج کیے جاتے ہیں جب اس قصیدہ کو حضور لکھ چکے۔ تو آپ کا چہرہ مبارک خوشی سے چمکنے لگا۔ اور فرمایا۔ کہ یہ قصیدہ جناب الٰہی میں مقبول ہو گیا۔ اور خدا نے مجھ سے فرمایا۔ جو اس قصیدہ کو حفظ کریگا۔ اور ہمیشہ پڑھیگا۔ میں اس کے دل میں اپنی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کوٹ کوٹ کر بھر دوں گا۔ اور اپنا قرب عطا کروں گا۔ اس قصیدہ کے تمام اشعار نجماً نجماً مصباح میں شائع کئے جائیں گے۔ اُمید ہے کہ تمام بہنیں اسے حفظ کرنے کی کوشش فرماویں گی۔

امۃ اللہ خورشید

يا عين فيض الله والعرفان
اے خدا کے فیض اور عرفان کے چشمے

يسعى اليك الخلق كالظمآن
لوگ تیری طرف پیاسوں کی طرح دوڑے آتے ہیں

يا بحر فضل المنعم المنان
اے منعم و منان خدا کے فضل کے دریا

تهوى اليك الزمر بالكيزان
لوگ کوزے لئے تیری طرف لپکے آرہے ہیں

يا شمس ملك الحسن والاحسان
اے حسن و احسان کے ملک کے آفتاب

نورت وجه البر والعمران
تو نے ویرانوں اور آبادیوں کے منہ روشن کر دیئے

قوم رأوك وامة قد اخبرت
ایک قوم نے تجھے آنکھ سے دیکھا اور قوم نے

من ذلك البدر الذى اصبان
اس بدر کی خبر سنی۔ جس نے مجھے اپنا دیوانہ بنایا ہے

يبكون من ذكر الجمال صبابة
آپ کے جمال کو یاد کر کے مارے شوق کے روتے ہیں

وتألما من لوعة الهجران
اور جدائی کی جلن سے دکھ اٹھا کر روتے ہیں

دائرى القلوب لدى الحناجر كربة
میں دیکھتا ہوں دل بیقراری سے گلے تک آ گئے ہیں

وارى الغروب تسيلها العينان
اور میں دیکھتا ہوں کہ آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں

يا من غدا فى نوره وضيائه
اے وہ جو اپنے نور اور اپنی روشنی میں

كالنيرين ونور الملوان
آفتاب و ماہتاب کی مانند ہے اور جس نے رات اور دن کو روشن کر دیا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یا بدرنا یا آیة الرحمٰن
اے ہمارے بدر اے ہمارے رحمٰن کے نشان

اھدی الھداة واشجع الشجعان
ہادیوں کے ہادی اور شجاعوں کے شجاع

انی اری فی وجھک المتھلل
میں تیرے درخشندہ چہرہ میں ایک شان دیکھتا ہوں

شأنا یفوق شمائل الانسان
جو انسانی شمائل سے بڑھ کر ہے!

قد اقتفاک اولو النھی وبصدقھم
دانشمندوں نے تیری پیروی کی اور اپنے صدق سے

ودعوا تذکر معھد الاوطان
مالوف وطنوں کی یاد تازہ کر دی

خانہ داری

(ایس۔ بی۔ مخدومہ)

عورت کے فرائض میں سے انتظام خانہ داری بھی ایک اہم فرض ہے اور اس کا تعلق عورت ہی سے خاص ہے۔ بیشک گھر اور گھر کے کاروبار کا بڑا حاکم تو مرد ہی ہے۔ اور خانہ داری کے امور اسی کی تجویز اور منظوری پر موقوف ہیں۔ مگر گھر کا خاص نظم ونسق عورت کے ہاتھ کا محتاج ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ خدا نے اپنی حکمت سے جو کام کسی مخلوق کے سپرد کیا ہے۔ اس کام کی خاص لیاقت اسمیں رکھدی ہے۔ خدا نے مردوں کو کمانے کی قابلیت دی ہے۔ اور عورتوں کو گھر چلانے کی۔ مردوں میں جو استعداد ہے۔ وہ عورتوں میں نہیں اور عورتوں کی استعداد مردوں میں نہیں۔ گویا

انسانی زندگی کے لئے "ذریعہ معاش" اور "انتظام خانہ داری" دو ضروری امر ہیں۔ جو خدا نے جدا جدا مرد اور عورت دونوں کے سپرد کئے ہیں۔ جس طرح معاش کی کوئی صورت نہ ہونے سے انسان کی زندگی تلخ ہو جاتی ہے۔ اسی طرح گھر کی بدانتظامی سے گھر والوں کی حالت ابتر رہتی ہے۔ مرد اگر ہزاروں روپے بھی کما لائے۔ جب بیوی امور خانہ داری سے ناواقف ہے۔ تو اس دولت کی حقیقت ایک کوڑی کے برابر بھی نہیں کمائی کا سمندر جذب ہوتا جلائے گا۔ اور وقت پر ایک گھونٹ بھی میسر نہ ہوگا۔ لیکن اگر میں سلیقہ اور حسنِ انتظام ہے۔ ہر امر میں اندازے اور دستور کی رعائت ہوتی ہے۔ ہر بات میں موقع اور مناسبت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ تو گھر کی حالت خواہ حیثیت کیسی ہی چھوٹی ہو رہنے والوں کے لئے باعث راحت اور خوشی ہو گی۔ داناؤں کا خیال ہے کہ جس چیز کے جوڑ اور حصے مناسب ترتیب رکھتے ہوں۔ اور اُن کا ایک دوسرے کے ساتھ پورا میل ہو۔ تو اُس چیز میں قدرتاً ایک خوبصورتی پیدا ہو جاتی ہے۔ یہی قیاس گھر پر بھی ہو سکتا ہے۔ گھر کا مجموعی انتظام جس قدر اچھا ہو۔ اُسی قدر وہ گھر خوبصورت اور عمدہ ہو گا۔ اور اُسی قدر اُس گھر کے رہنے والوں کو زندگی کی برکتیں زیادہ حاصل

ہونگی۔ ایسے گھر کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کی آرزو سب کو ہوتی ہے۔ اور سب کے ساتھ اُس کے تعلقات خوشگوار ہوتے ہیں۔ گھر کا بننا یا بگڑنا بیوی کی لیاقت یا نالائقی پر موقوف ہے۔ گھر والوں کا آرام و تکلیف اسی کی تدبیر و سمجھ پر منحصر ہے۔ نیک بی بی اپنے فرض انتظام خانہ داری کو پوری لیاقت سے ادا کرتی ہے۔ وہ اپنے شوہر کے حق میں دنیا کی ساری نعمتوں سے بڑی نعمت ہے۔ اور اپنی اولاد کیلئے سب سے بڑی محسنہ ہے۔ دنیا اُس سے خوش ہوتی ہے۔ اور خداوند عالم راضی انہی بیبیوں کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ

مولوی خورشید احمد صاحب شاد پرنٹر و پبلشر نے
پنجاب الیکٹرک پریس لائلپور سے چھپوا کر ربوہ ضلع جھنگ
سے شائع کیا۔